Scanned with AltaScanner

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (القرآن)

درسِ سیرت

(سوال وجواب کے آئینہ میں)

مرتب

محمد سلیم مظاہری، سہارنپوری

استاذ جامعہ بدر العلوم گڑھی دولت، کاندھلہ

ناشر

کُتُب خانہ نعیمیہ دیوبند

تفصیلات

نام کتاب	:	درسِ سیرت (سوال وجواب کے آئینہ میں)
مؤلف	:	محمد سلیم مظاہری، سہارنپوری
اشاعت اول	:	۲۰۱۳ء
کمپوزنگ	:	شہاب الدین بستوی 09027397611
تعداد	:	۱۱۰۰ر گیارہ سو
قیمت	:	

ملنے کے پتے:

....

....

....

فہرست مضامین

انتساب

ان طالبان علوم کے نام جن کے پیروں تلے فرشتے پر بچھاتے ہیں

دعائیہ کلمات

افتخار الاولیاء حضرت اقدس مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

تاریخ اسلام کے ہر دور میں دنیا کے ہر ایک ملک میں، ہر ایک زبان خصوصا عربی، فارسی اور اردو میں سیرت مبارکہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں ہیں، جس کا بڑا حصہ محفوظ ہے، اور پوری دنیا بہتے دریا کی طرح ان سے فیض اٹھا رہی ہے، اور اپنی زندگی کے ہر ایک گوشے کو سجانے کے لئے ان کو رہ نما بنا رہی ہے؛ اسی لئے سیرت پاک پر چھوٹی بڑی کتابوں کی ہر دور میں تازہ ترتیب اور تازہ اسلوب کی ضرورت اور نئے نئے طریقوں پر اس کو پیش کرنے اور شائع کرنے کا سلسلہ جاری رہا، اور یقیناً رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔

اسی کی ایک کڑی زیر نظر تالیف "درس سیرت" مؤلفہ مفتی محمد سلیم صاحب المظاہری بھی ہے، اس کتاب میں مرتب نے سیرت پاک کی ضروری معلومات آسان سادہ زبان میں سوال وجواب کی صورت میں جمع اور مرتب کی ہیں، اور سیرت پاک کے اکثر واقعات ومتعلقات کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ بندے نے اس کتاب کو مولوی شعبان کی زبانی مکمل سنا ہے، جس سے اندازہ ہوا کہ مدارس کے نوعمر بچوں کے لئے مفید مجموعہ تیار ہو گیا ہے۔

اللہ تعالی مرتب کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اس سے طلبہ کو فائدہ ہو، سیرت شریف کو جاننے اور عمل کرنے اور اس کے ذریعے سے اپنی زندگی کو کامیاب اور آخرت کو روشن وتابناک بنانے کی توفیق عطا ہو۔ آمین یا رب العالمین

بندہ افتخار الحسن کاندھلوی

۲/شوال ۱۴۳۴ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا عبدالخالق سنبھلی صاحب، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد! سیدالمرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ گویا ایک ایسا شیریں حوض کوثر ہے، جس سے سیراب ہونے کے لئے ہر مومن بیتاب رہتا ہے، ایک قطرہ بھی جس کو میسر آ جائے وہ مقدر کا سکندر ہے۔

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد ہی روز اول سے کوئی زمانہ اور کوئی صدی ایسی نہیں گزری جو سیرت نویسی سے یکسر محروم رہی ہو، اسی طرح دنیا کی رائج زبانوں میں شاید ہی کوئی زبان ایسی ہو جس کا دامن سیرت کے گلوں سے بھرپور نہ ہو، اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ سیرت نگاری کے ذریعہ کم از کم خریدان یوسف علیہ السلام کی فہرست میں شمول اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہو جائے، اسی سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہم دست کتاب ''درسِ سیرت'' ہے، جس کے ذریعہ مولانا مفتی محمد سلیم صاحب مظاہری نے سیرت کی لائبریری میں ایک اہم اضافہ کر دیا ہے، سیرت طیبہ کے اس مجموعہ کو بندہ نے جگہ جگہ سے دیکھا ہے، یہ رسالہ پسند آیا سوال وجواب کے انداز پر اس کو مرتب کیا گیا ہے، ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نسب شریف سے لیکر وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کے مختصر احوال مگر جامع انداز میں اس کتاب کے اندر آ گئے ہیں، اس کی ترتیب عمدہ ہے، اور بعض امور کو مزید دلنشیں کرنے کیلئے نقشے اور فہرست بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

مرتب موصوف نے حسن ترتیب کے ساتھ ساتھ اپنی تالیف میں مسائل باحوالہ لکھ کر اس کو مزید جاذب نظر بنا دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے، اور مؤلف سلمہ کو مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین

خیر خواہ: عبدالخالق سنبھلی

خادم: دارالعلوم دیوبند

۱۰/۸/۱۴۳۴ھ

تقریظ

ولی کامل حضرت اقدس الحاج مولانا محمد کامل صاحب

مہتمم جامعہ بدر العلوم گڈھی دولت، کاندھلہ

ایک ہستی دنیا میں ایسی بھی گزری ہے کہ خالق ارض وسماء خود اپنے کلام مقدس میں اس کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہے بلکہ آپ کے سراپا کو رب کائنات نے قرآن پاک کے اندر موتیوں کی طرح پھیلا رکھا ہے۔

اس لئے مدارس کے اندر رائج درس نظامی میں سیرت کے متعلق کوئی نہ کوئی کتاب شامل رہتی ہے تاکہ طلبہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقفیت ہو، اکثر مدارس میں ام المدارس دار العلوم دیوبند کے نصاب کے مطابق سیرت خاتم الانبیاء داخل درس ہے، جس کا مقصد طلبہ کو اردو زبان سے روشناس کرنے کے ساتھ سیرت نبوی سے بہرہ ور کرنا بھی ہے، لیکن مبتدی طلبہ اس کتاب سے اردو تو کچھ نہ کچھ سیکھ لیتے ہیں البتہ سیرت کے مضامین کا احاطہ نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے اساتذہ کو کچھ اختصار کے ساتھ نوٹ لکھوانا پڑتا ہے، مولانا مفتی محمد سلیم صاحب مظاہری استاذ جامعہ بدر العلوم گڈھی دولت نے طلبہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے، ترتیب کی عمدگی، الفاظ کی شائستگی، سہل اندازی حوالہ جات کے التزام کے ساتھ ساتھ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے موصوف نے ''دریا بکوزہ'' پیش کیا ہے، تقریب الی الفہم کے لئے مضامین کو سوال وجواب کے انداز میں بیان کیا ہے، جس کی وجہ سے کتاب کا حسن دوآتشہ ہوگیا ہے، میں نے اس کتاب کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے، یہ کتاب طلبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ عوام وخواص کے لئے یکسر مفید ہوگی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور مؤلف کو اسی طرح دیگر علمی خدمات کی توفیق بخشے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد کامل کاندھلوی

خادم بدر العلوم گڈھی دولت، کاندھلہ

۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

سیرت النبیؐ پڑھنے پڑھانے کی ضرورت محتاج بیاں نہیں ہے، اسی لئے سیرت النبیؐ ایک ایسا موضوع ہے، جس پر چودہ سو برس سے ہر زمانہ میں ہزارہا تصانیف ہو چکی ہیں، اور علمائے اسلام حصول سعادت کے لئے اپنے اپنے علم کے مطابق اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی زبانوں میں ہمیشہ اس مقدس فریضہ کو انجام دیتے آئے ہیں، اور نہ معلوم کتنی غیر محصور کتابیں زیر تصنیف آ چکی ہیں، اور کتنی آنے والی ہیں، اس لئے سیرت النبی کا مستند ذخیرہ مختلف زبانوں میں اس قدر موجود ہے، کہ مجھ جیسے کم علم شخص کا اس اہم موضوع پر قلم اٹھانا بیجا جرأت کے مترادف ہے، لیکن اشتیاق حصول سعادت نے مجھ کو اپنی کم علمی اور کم مائیگی کے باوجود اس پر آمادہ کیا اور یہ مختصر سی تالیف مرتب ہو گئی۔

یوں تو اردو زبان میں بھی بہت سی ایسی تصانیف موجود ہیں، جن میں آپ کی سیرت طیبہ کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے، لیکن کوئی ایسی کتاب جس میں سوال و جواب کے انداز پر آپ کی سیرت طیبہ کو بیان کیا گیا ہو، احقر کی نظر سے نہیں گزری ہے، اس لئے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے راقم السطور نے سوال و جواب کے انداز میں آپ کی سیرت طیبہ کو مختصراً اس کتاب میں بیان کیا ہے، تاکہ طلباء کو آپ کی سیرت یاد کرنے میں آسانی ہو، نیز ان میں بحث و مباحثہ کی صلاحیت بیدار ہو سکے۔

پیش نظر کتاب کو ترتیب دینے اور اپنے ارادہ کی تکمیل کے لئے بہت سی کتابوں کی طرف رجوع کیا گیا، جن کا حوالہ کتاب میں موجود ہے، بالخصوص سیرت خاتم الانبیاء کو احقر نے بطور خاکہ پیش نظر رکھا ہے، کیونکہ کتاب مذکور میں درسی طرز کے ساتھ ساتھ اختصار و واقعات کی صحیح ترتیب اور اسلوب بیان کی خوبی نے بندہ کی رہنمائی کی اس لئے کتاب مذکور سے جو باتیں اخذ کی گئی ہیں، ان کے ساتھ

حوالہ نہیں لکھا گیا ہے، وہاں یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ باتیں سیرت خاتم الانبیاء سے اخذ کی گئی ہیں۔

بندہ تالیفی میدان میں نو وارد ہے، اس لئے جو صاحب نظر اس کتاب کے حوالہ سے مفید مشورے سے نوازے گا تو بندہ ممنون ہوگا۔ میں اخیر میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس مؤفق اور معین نے اس مشت خاک کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو ترتیب دینے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کا اس کتاب کی ترتیب، تصحیح، اور طباعت میں کسی بھی طرح کا تعاون حاصل رہا ہے، اللہ ان سب حضرات، والدین اور اساتذۂ کرام کو خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے، اور ناچیز کی اس محنت کو قبول فرما کر میرے حق میں اس کو خیر جاری اور توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے
پر ہو جو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

راقم السطور

محمد سلیم المظاہری

استاذ: جامعہ بدر العلوم گڑھی دولت، کاندھلہ

۱۲/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ

سیرت کی تعریف اور فوائد

سیرت عادت اور خصلت کو کہتے ہیں، علماء اسلام کے نزدیک سیرت اس علم کا نام ہے، جس میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تاریخی زندگی سے بحث کی جائے بعض علماء کے نزدیک صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ہی کو سیرت کہتے ہیں۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فائدے ہیں: ایک عام فائدہ، دوسرا خاص فائدہ۔

عام فائدہ: سیرت النبی کا عام فائدہ یہ ہے کہ دنیا کے سامنے پیغمبر اسلام کے سوانح زندگی کو پیش کیا جائے، تاکہ انصاف پسند طبائع اس کے مطالعہ سے یہ اندازہ کرسکیں کہ خدا کا یہ پیغمبر اخلاق حسنہ اوصاف حمیدہ علمی و عملی کمالات اور اصلاح عالم میں کیا درجہ رکھتا ہے، اور اس نے اپنی امت کے لئے اپنے بعد کیا اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے۔

خاص فائدہ: قرآن عزیز کا ارشاد ہے، **لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة** (تمہارے لئے خدا کے پیغمبر میں عمدہ نمونہ ہے) دوسری جگہ ارشاد ہے: **قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني**، الآیۃ (اے محمد کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو) اس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ خدا کے اس پیغمبر کی سوانح حالات کا مطالعہ کرے کیونکہ اس کی محبت ہمارا ایمان ہے اور اس کا ذکر ہماری جان ہے، اس کی سیرت ہماری فلاح دارین اور نجات ابدی کا باعث ہے، اور اس کی حیات طیبہ ہماری علمی اور عملی زندگی کے لئے دلیل راہ ہے۔ ٥٣٢

(ماخوذ از نور البصر فی سیرۃ خیر البشر، ص: ٢٦)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر مکی زندگی یعنی ہجرت تک کے حالات طیبہ کو بیان کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف کیسا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف تمام دنیا سے زیادہ شریف اور پاک ہے۔[1]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے کیا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے یہ ہے۔

ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نُضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرِکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن مَعد بن عدنان۔

یہاں تک آپ کا نسب باجماعت امت ثابت ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا نسب یہاں تک ہی بیان فرماتے تھے[2] اس کے بعد اختلاف ہے اس لئے اس کو بیان نہیں کیا جاتا۔[3]

---

(۱) حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت آدم سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ تک جس قدر آباء واجداد وجدات سلسلہ نسب میں واقع ہیں سب کے سب عفیف اور پاک دامن تھے کوئی ان میں سے زنا کے ساتھ ملوث نہیں ہوا۔۱۲

(۲) جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نسب شریف بیان فرماتے تو عدنان سے تجاوز نہ فرماتے (سیرت المصطفیٰ، ج:۱، ص:۳۳)

(۳) مگر امام بخاری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اپنی تاریخ میں حضرت ابراہیم تک بیان فرمایا ہے وہ اس طرح: عدنان بن اُدو بن المقوم بن تارح بن یشجب بن یعرب بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام (فتح الباری، ج:۷، ص:۱۲۵)۔

سوال: والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف کیا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف والدہ ماجدہ کی طرف سے یہ ہے۔

محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نسب کس نام میں جمع ہو جاتا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نسب کلاب بن مرہ میں جمع ہو جاتا ہے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ کا نام بتاؤ؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبد اللہ، اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کا لقب کیا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کا لقب ذبیح اللہ تھا، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن الذبیحین کہا جاتا ہے یعنی دو ذبیحوں (عبد اللہ اور اسماعیل علیہ السلام) کے بیٹے۔[1]

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اور دادی کا نام بتاؤ؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام عبد المطلب[2] اور دادی کا نام فاطمہ تھا۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا اور نانی کے نام کیا تھے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا کا نام وہب اور نانی کا برہ تھا۔[3]

ولادت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کا ظہور

سوال: ارہاصات کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قریب خلاف عادت جو واقعات ظاہر ہوئے وہ واقعات ارہاصات کہلاتے ہیں۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل کیا کیا واقعات ظاہر ہوئے؟

(۱) سیرۃ المصطفیٰ، ج:۱، ص:۵۲

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام شیبۃ الحمد تھا، لیکن مشہور عبد المطلب ہی سے ہیں۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۶۲)

(۳) اصح السیر ص:۵

جواب: بہت سے واقعات ظاہر ہوئے، مثلاً

(۱) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو خواب میں بشارت دی گئی کہ یہ بچہ جو تمہارے حمل میں ہے اس امت کا سردار ہے جب وہ پیدا ہوں تو یہ دعا کرنا کہ میں ان کو ایک خدا کی پناہ میں دیتی ہوں اور ان کا نام محمد رکھنا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل رہنے کے بعد ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محلات ان کے سامنے آ گئے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک اور سہل ہو۔

(۴) واقعہ اصحاب فیل بھی درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا غیبی اعلان تھا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کب ہوئی؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۸ ربیع الاول عام الفیل روز دوشنبہ مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی کو صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل ہوئی۔[1]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال کو عام الفیل کیوں کہتے ہیں؟

جواب: چونکہ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس یا پچپن روز قبل اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا اس وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔

سوال: اصحاب فیل کے معنی کیا ہیں، اور اصحاب فیل کون لوگ ہیں؟

جواب: اصحاب فیل کے معنی ہاتھی والے کے ہیں، اور اصحاب فیل گورنر یمن ابرہہ اور اس کی فوج کو کہتے ہیں۔[2]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کس مکان میں ہوئی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ابوطالب کے مکان میں ہوئی، جو بعد میں محمد بن

(۱) رحمۃ للعالمین ص: ۴۰ (۲) تاریخ اسلام، جلد: ۱، ص: ۸۵

یوسف کے ہاتھ آیا تھا۔[۱]

آدم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک

سوال: دنیا کی مجمل تاریخ کیا ہے؟

جواب: دنیا کی مجمل تاریخ یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے درمیان ۵۷۱، حضرت عیسیٰ اور وفات موسیٰ کے درمیان ۱۷۱۶ سال، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم کے درمیان ۵۴۵ سال، حضرت ابراہیم اور طوفان نوح کے درمیان ۱۰۸۱ سال، طوفان نوح اور حضرت آدم کے درمیان ۲۲۴۲ سال کا فاصلہ ہے۔ موٴرخین کے مشہور قول کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ۶۱۵۵ برس کا فاصلہ ہے۔[۲]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت کیا کیا واقعات رونما ہوئے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت چند واقعات رونما ہوئے۔

(۱) عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہوگئے۔[۳]

(۲) جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اسی شب میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ملک فارس میں کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا جس سے اس کے محل کے چودہ کنگرے[۴] گر گئے، اور فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے مسلسل روشن تھا، بجھ گیا، اور دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔[۵]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۶۵ (۲) دروس التاریخ الاسلامی، جلد:۱، ص:۲۱

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۶۶

(۴) ''کنگرے'' وہ طاقچے جو قلعہ کی چہار دیواری پر خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔

(۵) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۶۹

(۳) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف دیکھا۔

(۴) عثمان بن ابی العاصؓ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی تو اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں یہاں تک کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ یہ ستارے مجھ پر آگریں گے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی وفات

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد نے کتنی عمر پائی، اور ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد نے ۲۵ ر سال کی عمر پائی، اور ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر ہی میں تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔[2]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے کہاں وفات پائی اور ترکہ میں کیا کیا چیزیں چھوڑیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، اور ترکہ میں پانچ اونٹ اور چند بکریاں اور ایک باندی جس کی کنیت ام ایمن اور نام برکت تھا، چھوڑیں۔[3]

سوال: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر چھ برس تھی۔[4]

سوال: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی وفات کہاں ہوئی؟

جواب: مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ابواء ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) فتح الباری جلد:۶ ص:۴۲۶ — (۲) اصح السیر ص:۵

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱ ص:۶۰ — (۴) تاریخ اسلام، جلد:۱ ص:۹۰

کی والدہ کی وفات ہوئی۔[1]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کس نے کی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل اور ذمہ دار ہوئے۔

سوال: دادا عبدالمطلب کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کیا تھی اور عبدالمطلب کی کیا؟

جواب: عبدالمطلب کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۸ر سال دو ماہ دس دن تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی عمر ۱۴۰ر سال تھی۔[2]

سوال: دادا عبدالمطلب کی پرورش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے سال رہے؟

جواب: تقریباً دو سال، پھر ان کی بھی وفات ہوگئی۔[3]

سوال: دادا کی وفات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی کفالت میں رہے؟

جواب: دادا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں آگئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کن عورتوں نے دودھ پلایا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین عورتوں نے دودھ پلایا، سب سے پہلے آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے پھر ابولہب کی آزاد کردہ باندی ثوبیہ نے دودھ پلایا پھر یہ دولت حلیمہ سعدیہ کے حصے میں آئی۔

سوال: ان تینوں عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کتنے دن دودھ پلایا ہر ایک کی مدت بیان کیجئے۔

جواب: ولادت باسعادت کے بعد تین چار روز تک آپ کو آپ کی والدہ نے پھر کئی

(۱) سیرت المصطفیٰ جلد:۱،ص:۹۸ (۲) تاریخ اسلام، جلد:۱،ص:۱۱
(۳) سیرۃ المصطفیٰ، جلد:۱،ص:۹۹

روز ابولہب کی باندی ثوبیہ نے اور پھر دو سال تک حلیمہ سعدیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔[1]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری عورتوں کا دودھ کیوں پلایا گیا؟

جواب: شرفائے عرب کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کو ابتدا ہی سے دیہات میں بھیج دیتے تھے تا کہ دیہات کی صاف وشفاف آب وہوا سے جسمانی صحت میں ترقی ہو اور ان کی زبان بھی صاف ہو جائے۔

سوال: حضرت حلیمہ سعدیہ طائف سے مکہ کیوں آئی تھیں؟

جواب: جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ شرفائے عرب اپنے بچوں کو دیہات میں بھیج دیتے تھے اس لئے دیہات کی عورتیں شہروں میں شیر خوار بچے لینے آیا کرتی تھیں حضرت حلیمہ سعدیہ بھی قبیلہ بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ اسی غرض سے مکہ آئی تھیں۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت حلیمہ کے گھر میں کن برکات کا ظہور ہوا؟

جواب: حضرت حلیمہ خود بیان فرماتی ہیں کہ اس مولود مسعود کا گود لینا تھا کہ پستان بالکل خشک تھے وہ دودھ سے بھر آئے اتنا دودھ ہوا کہ آپ بھی سیراب ہوئے اور آپ کا رضاعی بھائی بھی سیر ہو گیا۔ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے لئے اٹھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں میں نے اور میرے شوہر نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور رات نہایت آرام سے گزری۔

حضرت حلیمہ ایک دبلی پتلی سواری پر سوار ہو کر آئی تھیں جو سب کے ساتھ نہ چل سکتی تھی مگر اس مرتبہ وہ اس قدر تیز رفتار چلی کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہونچی۔

سوال: حلیمہ کے یہاں آپ کتنے سال رہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ کے یہاں تقریباً چار سال رہے۔[2]

سوال: حلیمہ آپ کو دودھ پلانے کے لئے گئی تھیں اور مدت رضاعت [یعنی دودھ

---

(۱) تاریخ اسلام، جلد:۱، ص:۸۹ (۲) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۹۰

پینے کا زمانہ ا دو سال ہے پھر آپ حلیمہ کے یہاں چار سال کیوں رہے؟

جواب: دو سال بعد جب آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا تو حسب دستور حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس مکہ لائی مگر وہاں طاعون پھیلا ہوا تھا اور حلیمہ آپ کی برکتوں کا لطف پہلے اٹھا چکی تھیں لہٰذا بیماری کا بہانہ بنا کر پھر واپس لے آئیں اور دو سال تک پھر آپ حلیمہ کے یہاں رہے۔[1]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر سب سے پہلے کون سے کلمات جاری ہوئے؟

جواب: حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑا دیا گیا تو یہ کلمات آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے، اللّٰہ اکبر کبیرًا و الحمدللّٰہِ حمداً کثیراً وسبحان اللّٰہ بکرۃ و أصیلاً.

سوال: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے یہاں تھے اس درمیان کوئی واقعہ پیش آیا؟

جواب: جی ہاں! اس درمیان ایک واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل تشریف لے گئے تھے کہ اچانک دو سفید پوش آدمی آئے اور آپ کو زمین پر لٹایا اور شکم مبارک چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکالا، حضرت حلیمہ کو آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ نے اس واقعہ کی خبر دی۔

سوال: یہ واقعہ پیش آنے کے بعد حلیمہ آپ کو کس کے پاس لے گئی؟

جواب: یہ واقعہ پیش آنے کے حلیمہ آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔

سوال: کاہن کسے کہتے ہیں اور کاہن نے حضرت حلیمہ کو آپ کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: کاہن وہ شخص کہلاتا ہے جو غیب کی خبروں کے جاننے کا دعویٰ کرے۔[2] کاہن آپ کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور آپ کو اٹھا کر چلانا شروع کیا اور آل عرب کو مخاطب کر کے کہا کہ اس لڑکے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے دین کو

(۱) تاریخ اسلام جلد: ا، ص: ۹۰　(۲) تاریخ اسلام، جلد: ا، ص: ۶۹

مٹادے گا۔

سوال: اس واقعہ کے بعد حلیمہ نے کیا کیا؟

جواب: اس واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے اور آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کردیا۔

آپ کا شام کا پہلا سفر

سوال: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا پہلا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر کیا تھی، اور اس سفر کی کیا شکل ہوئی؟

جواب: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر بارہ سال، دو ماہ دس دن تھی، اور اس سفر کی شکل یہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب تجارت کے لئے شام جانے لگے تو آپ کو بھی ساتھ لے لیا۔

سوال: شام کے اس سفر میں کوئی واقعہ بھی پیش آیا؟

جواب: جی ہاں اس سفر میں ایک واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ مقام تیما میں ٹھہرے ہوئے تھے، اتفاق سے یہود کے ایک بڑے عالم جن کا نام جرجیس تھا، اور بُحَیرا راہب کے نام سے مشہور تھا، قافلے کے پاس سے گزرا اور نبی آخرالزماں کی جو علامتیں آسمانی کتابوں میں مذکور تھیں آپ کے چہرہ میں ہو بہو ٹھیک پائیں تو ابوطالب سے کہا کہ یہ آخری نبی ہیں تم ان کو شام ہرگز مت لے جاؤ کیونکہ ڈر ہے کہ وہاں کے یہودی آپ کو پہچان کر شہید کرڈالیں۔[1]

سوال: راہب کے مشورہ کے بعد ابوطالب نے کیا کیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ واپس بھیج دیا۔

☆☆☆

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۱۰۱

شام کا دوسرا سفر

سوال: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا دوسرا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

جواب: اس وقت آپ کی عمر ۲۵ رسال تھی۔[۱]

سوال: شام کا دوسرا سفر آپ نے کیوں کیا؟

جواب: چونکہ آپ کی امانت داری مکہ معظمہ میں مشہور تھی اس لئے حضرت خدیجہ نے آپ کو اپنے مال کا ذمہ دار بنا کر میسرہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام بھیجا تھا۔

سوال: خدیجہ کون تھیں؟

جواب: حضرت خدیجہؓ عرب کے شریف خاندان کی ایک مالدار، عقلمند اور شریفہ عورت تھیں، ان کی شرافت وعفت کی وجہ سے لوگ ان کو طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے۔[۲]

سوال: میسرہ جو سفر شام میں آپ کے ساتھ تھے یہ کون تھے؟

جواب: میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے۔

سوال: شام کے اس دوسرے سفر میں کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے راستے میں بصری نامی مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ایک راہب رہتا تھا، جس کا نام نسطورا تھا اس نے بھی بحیرا راہب کی طرح آپ کو نبوت کی بشارت دی اور کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے پہچان لیا کہ آج تک اس درخت کے نیچے نبی ہی ٹھہرے ہیں اور عیسیٰ بن مریم کے بعد سے لے کر اب تک آپ کے سوا اس درخت کے نیچے کوئی نہیں اترا۔[۳]

(۱-۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۱۱۲ (۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۱۱۳

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

سوال: حضرت خدیجہ سے نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کیا تھی اور حضرت خدیجہ کی کیا تھی؟

جواب: حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ رسال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ رسال دو ماہ دس دن تھی۔[1]

سوال: آپ کا خطبہ نکاح کس نے پڑھا اور اس خطبے کے الفاظ کیا تھے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

''یہ محمد بن عبداللہ ہیں، جو اگرچہ مال میں کم ہیں، لیکن شریفانہ اخلاق اور کمالات کی وجہ سے جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں رکھا جائے آپ اس سے زیادہ عالی مرتبہ نکلیں گے، کیونکہ مال ایک زائل ہونے والا سایہ ہے اور لوٹنے والی چیز ہے، اور یہ محمد جن کی قرابت تم سب جانتے ہو خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کا کل مہر معجّل اور مؤجل میرے مال سے ہے اور خدا کی قسم اس کے بعد ان کی بڑی عزت اور عظمت ہونے والی ہے''

سوال: آپ کا یہ کونسا نکاح تھا۔ اور حضرت خدیجہ کا کونسا؟

جواب: آپ کا یہ پہلا نکاح تھا اور حضرت خدیجہ کا تیسرا نکاح تھا۔[2]

سوال: حضرت خدیجہ آپ کے نکاح میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت خدیجہ آپ کی زوجیت میں ۲۴ رسال رہی، ۱۵ ربرس نزول وحی سے پہلے اور ۹ ربرس نزول وحی کے بعد۔

سوال: حضرت خدیجہ کی زندگی میں آپ نے دوسرا نکاح کیا۔

جواب: جی نہیں ان کے ہوتے ہوئے آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا۔

(۱) اصح السیر، ص:۸

(۲) اصح السیر، ص:۱۱

آپ کی اولاد حضرت خدیجہ سے

سوال: حضرت خدیجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنی اولاد ہوئی؟

جواب: حضرت خدیجہ کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ اولاد ہوئی دو لڑکے اور چار لڑکیاں۔

سوال: لڑکوں کے نام بتاؤ؟

جواب: لڑکوں کے نام حضرت قاسم، اور حضرت طاہر ہیں، طاہر کا دوسرا نام طیب اور عبداللہ بھی تھا۔[1]

سوال: لڑکیوں کے نام بتاؤ؟

جواب: لڑکیوں کے نام، حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم، اور فاطمہ ہیں۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل کتنی اولاد ہوئی؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل سات اولاد ہوئی ہیں، چھ حضرت خدیجہ کے بطن سے اور ایک آپ کی باندی ماریہ قبطیہ سے جن کا نام ابراہیم تھا۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی کونسی صاحبزادی تھی، اور آپ کے لڑکوں میں سب سے بڑے کون تھے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ ہیں اور لڑکوں میں بڑے حضرت قاسم ہیں۔[2]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کیا ہے؟

جواب: آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، کیونکہ آپ کے ایک لڑکے کا نام قاسم تھا۔

سوال: کنیت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس نام کے شروع میں اب ابن یا بنت کا لفظ آئے وہ نام کنیت کہلاتا ہے۔[3]

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۷۲ (۲) سیرۃ المصطفیٰ، جلد: ۲، ص: ۴۷۳

(۳) مصباح اللغات

آپ کی چاروں صاحبزادیاں

سوال: آپ کی چاروں صاحبزادیوں میں سب سے افضل کونسی صاحبزادی تھیں اور ان کے بارے میں آپ نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: آپ کی چاروں صاحبزادیوں میں سب سے افضل حضرت فاطمہ ہیں، اور ان کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا" کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں"۔

سوال: حضرت فاطمہ کب پیدا ہوئیں اور کب انتقال فرمایا؟

جواب: حضرت فاطمہ بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور ایک قول کے مطابق بعثت سے ایک سال قبل پیدا ہوئیں، اور آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد رمضان ۱۱ھ میں وفات پائی۔[1]

سوال: حضرت فاطمہ کا لقب کیا تھا؟

جواب: زہراء اور بتول یہ دو لقب تھے۔

فائدہ: بتول بتل بمعنی قطع سے مشتق ہے کیونکہ حضرت فاطمہ اپنے فضل و کمال کی وجہ سے دنیا کی عورتوں سے منقطع تھیں یا یہ کہ ماسوی اللہ سے منقطع تھیں اس وجہ سے آپ کا لقب بتول تھا، اور باطنی پاکیزگی کی وجہ سے زہرا کہلاتی تھیں۔

سوال: حضرت فاطمہ کا نکاح کب ہوا اور ان کے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۲ھ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا، نکاح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر ۲۱ رسال یا ۲۴ رسال تھی، اور حضرت فاطمہؓ کی عمر ۱۵ ر یا ۱۹ ر سال تھی۔

سوال: حضرت فاطمہ کا مہر کیا تھا اور حضرت فاطمہ کے مہر کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت فاطمہ کی مہر کی مقدار پانچ سو درہم ہے، لہٰذا اب دس گرام کے تولہ کے

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۷۶

حساب سے مہر فاطمی ۱۵۳ر تولہ اور ۹۰۰ رملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔[1]
اور حضرت فاطمہ کے مہر کو مہر فاطمی کہتے ہیں۔

سوال: حضرت فاطمہ کے کتنی اولاد ہوئی؟

جواب: حضرت فاطمہ کے پانچ اولاد ہوئی تین لڑکے اور دو لڑکیاں، لڑکے حسن، حسین، محسن، لڑکیاں زینب اور ام کلثوم۔

سوال: حضرت فاطمہ کا جہیز کیا تھا؟

جواب: حضرت فاطمہ کا جہیز یہ ہے، ایک چادر، ایک تکیہ جس میں درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چمڑے کا گدا، دو مشکیزے، دو مٹی کے گھڑے اور ایک چکی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سوال: حضرت زینب کب پیدا ہوئیں اور کب انتقال فرمایا؟

جواب: حضرت زینب بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں اور ۸ھ میں انتقال فرمایا۔

سوال: حضرت زینب کے شوہر کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت زینب کے شوہر کا نام ابوالعاص ابن الربیع ہے، جو حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔

سوال: حضرت زینب کے یہاں کوئی اولاد بھی ہوئی؟

جواب: جی ہاں حضرت زینب کے یہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکے کا نام علی تھا جو بچپن میں انتقال کر گیا، اور لڑکی کا نام امامہ تھا یہ بڑی ہوئیں اور حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے نکاح فرمایا لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سوال: حضرت رقیہ کے شوہر کا نام کیا تھا؟

---

(۱) ایضاح ۔ مسائل ص: ۱۳۰

جواب: حضرت رقیہ کے شوہر کا نام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

سوال: حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت رقیہ کس کے نکاح میں تھیں؟

جواب: عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھی، جب ﴿تبت یدا ابی لھب﴾ نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹے کو بلا کر طلاق دلوادی تاکہ آپ کو صدمہ ہو۔

سوال: حضرت رقیہ کے یہاں کوئی اولاد بھی ہوئی؟

جواب: حضرت رقیہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا اور اس کا چھ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

سوال: حضرت رقیہ کی وفات کب ہوئی اور بوقت وفات کتنی عمر تھی؟

جواب: حضرت رقیہ کی وفات رمضان ۲ھ میں ہوئی اور بوقت وفات بیس سال کی عمر تھی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سوال: حضرت ام کلثوم کا نکاح کن سے ہوا؟

جواب: حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمان غنی سے ہوا۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت ام کلثوم کس کے نکاح میں تھیں؟

جواب: ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔

سوال: حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کب ہوا؟

جواب: حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ماہ ربیع الاول ۳ھ میں ہوا۔

سوال: حضرت ام کلثوم کا انتقال کب ہوا؟ اور کیا کوئی اولاد بھی ہوئی؟

جواب: ماہ شعبان ۹ھ میں انتقال فرمایا اور کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سوال: حضرت عثمان کا لقب ذوالنورین کیوں پڑا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں (رقیہ،ام کلثوم) کے آپ کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے۔ (ماخوذ از: سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۴۷۲،تا۴۷۸)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سوال: آپ کی کل کتنی بیویاں تھیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل گیارہ بیویاں تھیں اور ان کے نام یہ ہیں:

(۱) خدیجہ بنت خویلد، (۲) سودہ بنت زمعہ (۳) عائشہ بنت صدیقؓ (۴) حفصہ بنت عمر الفاروقؓ (۵) زینب بنت خزیمہ (۶) زینب بنت جحش (۷) ام سلمہ (۸) جویریہ (۹) ام حبیبہ (۱۰) صفیہ (۱۱) میمونہ بنت حارث۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ سلم کی زندگی میں کون کون سی بیوی وفات پاگئیں تھیں اور بوقت وفات آپ کے کتنی بیویاں موجود تھیں؟

جواب: آپ کی زندگی میں حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ وفات پاگئیں تھیں اور وفات کے وقت نو بیویاں تھیں [1]

سوال: امت کے لئے بیک وقت کتنی بیویاں رکھنا جائز ہے؟

جواب: امت کے لئے بیک وقت چار بیویاں رکھنا جائز ہے۔

سوال: کیا ہر ایک شخص چار شادی کر سکتا ہے یا اس کے لئے کچھ شرطیں ہیں؟

جواب: شریعت اسلامیہ ہر ایک شخص کو چار شادی کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اس کے لئے کچھ شرطیں رکھی ہیں۔

(۱) سب کے اخراجات برداشت کر سکے۔ (۲) سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ کر سکے۔ (۳) سب کے ساتھ اچھا سلوک کر سکے تو اس کے لئے ایک سے زائد شادی کرنے کی اجازت ہوگی۔

سوال: جب مسلمانوں گے لئے ایک وقت میں صرف چار نکاح جائز ہیں تو حضور نے اتنے نکاح کیوں کئے؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۴۰۴

جواب: جس خدانے عام مسلمانوں کوایک وقت میں صرف چار نکاح کی اجازت دی ہے اسی خدانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار سے زائد نکاح جائز رکھے ہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سے زائد نکاح کرنے میں ظاہری حکمتیں بھی ہیں،جن کا ذکر ہم انشاءاللہ ازواج مطہرات کے حالات بیان کرنے کے بعد کریں گے۔

(۱) ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت خدیجہ کون ہے اوران کے پہلے شوہروں کے نام کیا ہیں؟

جواب: حضرت خدیجہ خویلد کی بیٹی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ ہیں، ان کے پہلے شوہر کا نام ابوہالہ بن زرارہ تیمی اور دوسرے شوہر کا نام عتیق بن عائذ مخزومی ہے۔[۲]

سوال: حضرت خدیجہ کی وفات کب ہوئی اور کل عمر کتنی ہوئی اور کہاں مدفون ہیں؟

جواب: حضرت خدیجہ کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ سنہ نبوی میں ہوئی اور کل عمر ۶۵ سال ہوئی اور مقام حجون[۳] میں مدفون ہیں۔[۴]

سوال: حضرت خدیجہ آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: چوبیس سال۔

(۲) ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت سودہ کون ہیں اوران کے پہلے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت سودہ زمعہ کی بیٹی ہیں اور ہمارے نبی کی زوجہ ہیں، اوران کے پہلے

---

(۱) تاریخ الاسلام جلد:۳،ص:۲۶

(۲) تاریخ الاسلام جلد:۳،ص:۲۶

(۳) حجون: ایک پہاڑی کا نام ہے اب اس قبرستان کو جنت المعلی کہتے ہیں۔۱۲

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۳۱۱

شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔

سوال: حضرت سودہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ہوا اور ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب: حضرت سودہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شوال ۱۰ نبوی میں ہوا، اور وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔ اور بعض مورخین کے نزدیک ۲۳ھ میں حضرت عمر کے اخیر زمانہ خلافت میں ہوئی۔

سوال: نکاح کے وقت حضرت سودہ کی عمر کیا تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کیا تھی؟

جواب: نکاح کے وقت حضرت سودہ کی عمر ۵۰ سال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی ۵۰ سال تھی[1]

سوال: حضرت سودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں کتنے سال رہیں؟

جواب: تقریباً ۱۴ سال[2]

(۳) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا وعن ابیہا

سوال: حضرت عائشہ صدیقہ کون ہیں؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی کنواری بیوی ہیں۔

سوال: حضرت عائشہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ہوا رخصتی کب ہوئی اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت عائشہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال کی عمر میں شوال المکرم ۱۰ نبوی میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہجرت کے پہلے سال ہوئی اور آپ کی زوجیت میں نو سال رہیں۔[3]

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۲۹ (۲) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۱۱ (۳) اصح السیر ص ۵۷۱

سوال: حضرت عائشہ نے کتنی عمر پائی اور ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب: حضرت عائشہ کی عمر ۶۶ سال ہوئی اور ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[1]

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہ کی عمر کیا تھی، اور آپ کی وفات کے بعد کتنے سال زندہ رہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہ کی عمر ۱۸ سال تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۴۸ سال زندہ رہیں۔[2]

(۴) ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہا وعن ابیہا

سوال: حضرت حفصہ کون ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت حفصہ عمر فاروق کی صاحبزادی ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام اُنیس بن حذافہ سہمی تھا۔

سوال: حضرت حفصہ کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت حفصہ کا ہمارے نبی سے نکاح شعبان ۳ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں ۸ سال رہی۔

سوال: نکاح کے وقت آپ کی عمر کیا تھی اور حضرت حفصہ کی کیا اور حضرت حفصہ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: نکاح کے وقت آپ کی عمر پچپن سال چھ ماہ اور حضرت حفصہ کی عمر تقریباً ۲۲ سال تھی، اور ان کی وفات شعبان ۴۵ھ میں ہوئی۔[3]

(۵) ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ ملقب بہ ام المساکین رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ کون ہیں اور ان کے پہلے شوہروں کے نام کیا ہیں؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۱۶ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۱۶

(۳) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۳۰، و سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۲۳

جواب: حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ خزیمہ کی صاحبزادی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، اور ان کے پہلے شوہر کا نام طفیل بن حارث اور دوسرے شوہر کا نام عبیدہ بن حارث تھا یہ دونوں آپ کے بڑے چچا حارث کے بیٹے تھے۔[۱]

سوال: حضرت زینب بنت خزیمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت زینب بنت خزیمہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں صرف دو یا تین ماہ رہی۔[۲]

سوال: نکاح کے وقت حضرت زینب کی عمر کیا تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تھی؟

جواب: نکاح کے وقت آپ کی عمر پچپن سال اور حضرت زینب کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔[۳]

سوال: حضرت زینب کی وفات کب ہوئی اور کل کتنی عمر پائی؟

جواب: حضرت زینب کی وفات ۳ھ میں ہوئی اور ۳۰ سال عمر پائی۔[۴]

سوال: حضرت زینب بنت خزیمہ کا لقب کیا تھا۔

جواب: حضرت زینب بنت خزیمہ کا لقب ام المساکین تھا چونکہ آپ رضی اللہ عنہا مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے ام المساکین کے نام سے مشہور ہوگئی تھیں۔[۵]

(۶) ام المؤمنین ام سلمہ[۶] بنت اُمیہ رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت ام سلمہ کون ہے اور ان کے پہلے شوہر کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت ام سلمہ ابوامیہ مخزومی کی صاحبزادی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) تاریخ اسلام جلد: ۳، ص: ۳۰ (۲) اصح السیر، ص: ۵۷۶

(۳-۴) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۳۰ (۵) اصح السیر ص: ۵۷۵

(۶) مولانا شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ امہات المؤمنین کی دو جماعت تھی، ایک میں حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، اور حضرت صفیہ تھیں، دوسری جماعت میں حضرت ام سلمہ اور باقی ازواج مطہرات تھیں اس دوسری جماعت کی سردار حضرت ام سلمہ تھیں۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

کی زوجہ ہیں، اوران کے پہلے شوہر کا نام ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی ہے۔

سوال: حضرت ام سلمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت ام سلمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ۴ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں سات سال رہی۔[1]

سوال: نکاح کے وقت آپ کی عمر کیا تھی، اور حضرت ام سلمہ کی کیا؟

جواب: نکاح کے وقت آپ کی عمر ۵۶ سال اور اُم المؤمنین کی عمر ۲۴ سال تھی۔[2]

سوال: حضرت ام سلمہ کی وفات کب ہوئی اور کل کتنی عمر ہوئی؟

جواب: حضرت ام سلمہ کی وفات ۵۹، ۶۱ یا ۶۲ ھ میں ہوئی اور بوقت وفات ۸۴ سال کی عمر تھی۔[3]

(۷) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت زینب جحش کون ہیں اوران کے پہلے شوہر کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت زینب بنت جحش، جحش کی صاحبزادی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں اوران کی والدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں اوران کے پہلے شوہر کا نام حضرت زید بن حارثہؓ تھا۔

سوال: حضرت زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذی قعدہ ۵ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں پانچ سال ۴ ماہ رہی۔[4]

سوال: نکاح کے وقت آپ کی عمر کیا تھی اور ام المؤمنین کی کیا تھی؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۲۵ (۲) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۳۰

(۳) حضرت ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں مدفون ہیں، سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۲۵

(۴) تاریخ اسلام جلد: ۳، ص: ۳۱

جواب: نکاح کے وقت آپ کی عمر ۵۷ سال اور ام المؤمنین کی عمر ۳۵ سال تھی۔[1]

سوال: حضرت زینب بنت جحش کی وفات کب ہوئی اور ان کی کل کتنی عمر ہوئی؟

جواب: حضرت زینب بنت جحش کی وفات ۲۰ھ میں ہوئی اور ان کی کل عمر پچاس سال یا ترپن سال ہوئی۔[2]

سوال: آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کر کے زمانہ جاہلیت کی کس رسم کو توڑا؟

جواب: زمانہ جاہلیت میں متبنیٰ (لے پالک) بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا ایسے ہی حرام سمجھتے تھے جیسے اصلی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے آپ نے حضرت زینب سے نکاح کر کے بتادیا کہ متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا اصلی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کی طرح حرام نہیں ہے۔

(۸) ام المؤمنین جویریہ بنت حارث بن ضرار رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت جویریہ کون ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت جویریہ قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا۔[3]

سوال: حضرت جویریہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت جویریہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۰ سال کی عمر میں ۵ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں تقریباً ۵ر سال چھ ماہ رہی۔[4]

سوال: حضرت جویریہ کی وفات کب ہوئی اور ان کی عمر کتنی ہوئی؟

جواب: حضرت جویریہ کی وفات ربیع الاول ۵۰ھ میں ہوئی اور کل عمر ۶۵ر سال

(۱) اصح السیر ،ص:۵۸۶ — (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۴۴۱

(۳) اصح السیر ،ص:۵۹۶ — (۴) تاریخ الاسلام جلد:۳،ص:۳۱

ہوئی۔[۱]

(۹) ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت ام حبیبہ کون ہیں، ان کا اصلی نام کیا تھا اور ان کے پہلے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی ہیں ان کا اصلی نام رملہ تھا، رسول اللہ کی زوجہ ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام عبید اللہ بن جحش تھا۔[۲]

سوال: حضرت ام حبیبہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ہوا اور کہاں ہوا اور وہ آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت ام حبیبہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ سے ۶ھ میں مقام حبشہ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں تقریباً پانچ سال رہی۔[۳]

سوال: نکاح کے وقت ام المؤمنین کی عمر کیا تھی اور ان کی وفات کب ہوئی اور کتنی عمر میں ہوئی؟

جواب: نکاح کے وقت ام المؤمنین کی عمر ۳۷ رسال تھی اور ان کی وفات ۷۴ رسال کی عمر میں ۴۴ھ میں ہوئی۔[۴]

(۱۰) ام المؤمنین صفیہ[۵] بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت صفیہ کون ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت صفیہ بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی صاحبزادی ہیں اور رسول اللہ کی زوجہ ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام سلام بن مشکم اور دوسرے شوہر کا نام کنانہ بن ابی حقیق ہے۔

سوال: حضرت صفیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب ہوا اور آپ کی

---

(۱) اصح السیر، ص: ۵۹۷ (۲-۳) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۳۱

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۵۷

(۵) یہ ان ہی کی خصوصیت ہے کہ ایک نبی ن بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نبی (حضرت ہارون) کی اولاد میں سے بھی ہیں۔

زوجیت میں کتنے سال رہی؟

جواب: حضرت صفیہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محرم ۷ھ میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں تقریباً چار سال رہیں۔[1]

سوال: نکاح کے وقت حضرت صفیہ کی عمر کیا تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کیا تھی؟

جواب: حضرت صفیہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو اس وقت ان کی عمر ۱۷ سال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۹ سال تھی۔[2]

سوال: حضرت صفیہ کی وفات کب ہوئی اور کل کتنی عمر ہوئی؟

جواب: حضرت صفیہ کی وفات رمضان المبارک ۵۰ھ میں ہوئی اور ان کی عمر ۶۰ سال ہوئی۔[3]

(۱۱) ام المؤمنین میمونہ بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا

سوال: حضرت میمونہ بنت حارث کون ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت میمونہ حارث کی صاحبزادی ہیں اور رسول اللہ کی زوجہ ہیں اور ان کے پہلے شوہر کا نام ابورُہم بن عبدالعزیٰ تھا۔[4]

سوال: حضرت میمونہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ہوا اور کہاں ہوا اور آپ کی زوجیت میں کتنے سال رہیں؟

جواب: حضرت میمونہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذی قعدہ ۷ھ میں مقام سَرِف میں ہوا اور آپ کی زوجیت میں سوا تین سال رہیں۔[5]

سوال: بوقت نکاح ام المؤمنین کی عمر کیا تھی اور رسول اللہ کی کیا؟

جواب: بوقت نکاح رسول اللہ کی عمر ۵۹ سال تھی اور ام المؤمنین کی عمر ۳۶ سال تھی۔[6]

سوال: حضرت میمونہ کی وفات کب ہوئی اور ان کی کل عمر کتنی ہوئی؟

---

(۱) تاریخ الاسلام جلد:۳، ص:۳۲ (۲-۳) تاریخ الاسلام جلد:۳، ص:۳۲

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۴۶۰

(۵-۶) تاریخ الاسلام جلد:۳، ص:۳۲

جواب: حضرت میمونہ کی وفات ۵۱ھ میں مقام سرف ہی میں ہوئی جس وقت ان کی عمر ۸۰ ؍سال تھی۔[1]

سوال: آپ نے سب سے آخری نکاح کس عورت سے کیا؟

جواب: آپ نے سب سے آخری نکاح حضرت میمونہ بنت حارث سے کیا ان کے بعد آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے کس زوجہ نے انتقال فرمایا اور سب ازواج کے بعد کس زوجہ نے انتقال فرمایا۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج میں سے سب سے پہلے حضرت زینب بنت خزیمہ نے وفات پائی اور سب ازواج کے بعد حضرت ام سلمہ کا انتقال ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نمبر شمار	نام مع ولدیت	سن نکاح	عمر بوقت نکاح	مدت مصاحبت نبی	سنہ وفات	عمر	مدفن
۱	خدیجہ بنت خویلد	۲۵ میلادی	۴۰ ؍برس	۲۴ ؍برس	۱۰ سنہ نبوی	۶۵ ؍برس	مکہ معظمہ
۲	سودہ بنت زمعہ	شوال ۱۰ ؍نبوی	۵۰ ؍سال	۱۴ ؍سال	۵۴ھ یا ۲۳ھ	۷۶ ؍سال	مدینہ منورہ
۳	عائشہ بنت ابی بکر	شوال ۱۰ ؍نبوی	۶ ؍سال	۹ ؍سال	۵۷ھ	۶۶ ؍سال	مدینہ منورہ
۴	حفصہ بنت عمر	شعبان ۳ھ	۲۲ ؍سال	۸ ؍سال	شعبان ۴۵ھ	۶۰ ؍سال	〃
۵	زینب بنت خزیمہ	۳ھ	۳۰ ؍سال	۳ ؍ماہ	۳ھ	۳۰ ؍سال	مدینہ منورہ
۶	ام سلمہ بنت ابی امیہ	۴ھ	۲۴ ؍سال	۷ ؍سال	۶۱ھ یا ۶۲ھ	۸۴ ؍سال	〃

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۳۲

۷	زینب بنت جحش	ذیقعدہ ۵ھ	۳۵ سال	۵ سال ۲ ماہ	۲۰ھ	۵۳ سال	〃
۸	جویریہ بنت حارث	۵ھ	۲۰ سال	۵ سال ۲ ماہ	ربیع الاول ۵۰ھ	۶۵ سال	〃
۹	ام حبیبہ بنت ابی سفیان	۶ھ	۳۷ سال	تقریباً ۵ سال	۴۴ھ	۷۴ سال	〃
۱۰	صفیہ بنت حیی بن اخطب	محرم ۷ھ	۱۷ سال	تقریباً ۴ سال	۵۰ھ	۶۰ سال	〃
۱۱	میمونہ بنت حارث	ذیقعدہ ۷ھ	۳۶ سال	سوا تین سال	۵۱ھ	۸۰ سال	مقام سرف

سوال: امہات المؤمنین کے مہر کیا کیا تھے؟

جواب: حضرت خدیجہ کے چھ اونٹ، اور حضرت ام حبیبہ کے چار سو دینار، باقی سب کے پانچ سو درہم جن کی تقریباً ایک سو تیس تولہ چاندی ہوتی ہے۔[1]

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد شادیوں کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد شادیوں کی وجوہات یہ ہیں:

(۱) معاشرے کے مختلف طبقات میں شادی کرنے کی تعلیم دینا۔

(۲) بیوہ عورت سے شادی کرنے کی تعلیم دینا۔

(۳) متبنّٰی (لے پالک) کی مطلقہ سے شادی کے جواز کی تعلیم دینا۔

(۴) بہترین شوہر کی مثال قائم کرنا مثلاً اگر شوہر کی عمر زیادہ اور بیوی کی عمر کم ہے تو آپ نے مثال قائم فرمادی ہے کہ لڑائی جھگڑوں کی ضرورت نہیں ایسے ہی زندگی گذارو جیسے محمد عربی نے حضرت عائشہ کے ساتھ گذاری ہے اور اگر شوہر کی عمر کم ہے اور بیوی کی عمر زیادہ ہے تو اب بھی لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی زندگی اسی طرح گزارو جیسی زندگی رسول اللہ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ بسر کی ہے۔

(۵) آپ کے متعدد نکاح کرنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت

---

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۳، ص: ۲۸۰

کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر راہ ہدایت پر لائیں، اس کے لئے حق تعالیٰ نے ایک مکمل قانون اور دستور العمل یعنی قرآن کریم نازل فرمایا جس کے بعد قیامت تک کسی قانون کی ضرورت نہیں رہی، دوسرے آپ کی زندگی کو لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ بنایا کہ اس کو دیکھ کر لوگ عمل کریں، اس لئے کہ محض قانون لوگوں کی اصلاح کے لئے کافی نہیں جب تک کوئی عملی نمونہ سامنے نہ ہو، اور ہر انسانی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں، ایک بیرونی اور ایک اندرونی کسی کی عملی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں رخوں کے حالات بے نقاب کئے جائیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بھی دو پہلو تھے، ایک بیرونی زندگی اور ایک خانگی زندگی بیرونی زندگی کے تمام حالات بتمام وکمال صحابہ کرام کی جماعت نے دنیا کو پہنچائے، اور خانگی اور اندرونی زندگی کے حالات کو امہات المؤمنین یعنی ازواج مطہرات کی جماعت نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہیں تفصیل کے لئے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء نے بھی ایک سے زائد شادیاں کی ہیں؟

جواب: جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں نے بھی ایک سے زائد شادیاں کی ہیں، مثلاً:

(۱) سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۳؍ بیویاں تھیں۔

(۲) سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۴؍ بیویاں تھیں۔

(۳) سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۴؍ بیویاں تھیں۔

(۴) سیدنا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۹۹؍ بیویاں تھیں۔

(۵) سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۷۰۰؍ بیویاں تھیں [1]

سوال: کیا مذہب اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی ایک سے زائد شادی

(۱) ماخوذ از حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء ص: ۲۳

کا رواج تھا؟

جواب: جی ہاں مذہب اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی تعدد ازدواج کا رواج تھا، مثلاً:

(۱) رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں۔

(۲) کرشن جی جو بہت بڑے اوتار گذرے ہیں۔ سینکڑوں بیویاں تھیں۔

(۳) راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔

(۴) راجہ شنتن کی دو بیویاں تھیں[1]

اسی طرح عیسائیوں کے پادری بھی برابر کثرت ازدواج کے عادی تھے، غرض کہیں بھی تعدد ازدواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں ملتا۔

لیکن شریعت اسلامیہ نے غایت درجہ اعتدال کو ملحوظ رکھا نہ تو جاہلیت کی طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے بلکہ بین بین حالت برقرار رکھی کہ چار تک اجازت دیدی گئی۔

سوال: جس طرح مرد اپنے نکاح میں بیک وقت چار عورتیں رکھ سکتا ہے کیا اسی طرح ایک عورت بیک وقت متعدد خاوند کے نکاح میں رہ سکتی ہے؟

جواب: جی نہیں ایک عورت ایک وقت میں صرف ایک شوہر ہی کے نکاح میں رہ سکتی ہے اس کو متعدد خاوندر کھنے کی شریعت اسلامیہ اجازت نہیں دیتی۔

سوال: ایک عورت کے لئے متعدد خاوند ہونے کی ممانعت کیوں ہے؟

جواب: ایک عورت کے لئے متعدد خاوند ہونے کی ممانعت کی چند وجوہات ہیں:

(۱) اگر ایک عورت چند مردوں میں مشترک ہو تو ان چند مردوں میں سے ہر ایک کو قضاء حاجت کا استحقاق ہوگا، اور ہوسکتا ہے کہ ایک ہی وقت میں سب کو ضرورت ہو اس لئے اس صورت میں غالب اندیشہ فساد اور جھگڑے کا ہے اور ہر وہ چیز جو مفضی الی النزاع ہو شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی اس لئے ایک عورت کے لئے متعدد خاوندر کھنے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔

---

(۱) رحمۃ للعالمین جلد ۲، ص ۱۵۸ تا ۱۶۲

(۲) مرد فطرۃً حاکم ہوتا ہے اور عورت محکوم پس اگر ایک عورت کے متعدد خاوند ہوں گے تو یوں کہو کہ ایک شخص کے حاکم متعدد ہوں گے، اور جتنے حاکم زیادہ ہوں گے اتنی ہی محکوم میں ذلت بھی زیادہ ہوگی، معلوم ہوا کہ ایک عورت کا متعدد شوہروں کے تحت میں رہنا عورت کے لئے انتہائی تحقیر وتذلیل کا سبب ہے۔

(۳) ایک عورت کے متعدد شوہر ہوں تو متعدد شوہروں کے تعلق سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس کی اولاد ہوگی مشترکہ ہوگی یا منقسمہ اور تقسیم کس طرح ہوگی۔ اگر ایک ہی فرزند ہوا تو چار باپوں میں کس طرح تقسیم ہوگا بہرطور اس نظام میں خرابیوں اور بربادیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اس لئے شریعت حقہ نے ایک عورت کے لئے متعدد شوہروں کو ممنوع قرار دیا ہے۔[۱]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

سوال: عبدالمطلب کے کتنے بیٹے تھے اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: عبدالمطلب کے دس لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حارث، (۲) زبیر (۳) حجل (۴) ضرار (۵) مقوم (۶) ابولہب (عبدالعزی) (۷) عباس (۸) حمزہ (۹) ابوطالب (۱۰) عبداللہ: بعض حضرات نے اس پر تین ناموں کا اور اضافہ کیا ہے۔ وہ تین نام یہ ہیں عبدالکعبہ، قثم الغیداق۔ اب عبدالمطلب کے بیٹوں کی تعداد تیرہ ہو جاتی ہے۔[۲]

سوال: آپ کے والد کا نام کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کتنے ہیں؟

جواب: آپ کے والد کا نام عبداللہ ہے اور باقی نو آپ کے چچا ہیں۔

سوال: ان سب میں سب سے بڑے کون تھے اور سب سے چھوٹے کون تھے، اور کون کون مسلمان ہوئے؟

جواب: سب سے بڑے حارث اور سب سے چھوٹے حضرت عباس ہیں، اور صرف آپ کے دو چچا ایمان لائے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس

---

(۱) ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ، جلد:۲، ص:۴۶۲، تا ۴۶۳ (۲) اصح السیر، ص:۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں کتنی ہیں اور کون کون ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں چھ ہیں، اور ان کے نام یہ ہیں:
(۱) امیمہ (۲) ام حکیم (۳) برّہ (۴) عاتکہ (۵) صفیہ (۶) اروی

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں سے کون مسلمان ہوئیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں سے حضرت صفیہ مسلمان ہوئیں اروی اور عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کرنے والے

سوال: کس کس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہاں کہاں پہرہ داری کی؟

جواب: **جنگ بدر کے دن:** حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے

جنگ احد کے دن: حضرت ذکوان بن عبد قیسؓ اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے

جنگ خندق کے دن: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے

وادی قری میں: عباد بن بشیر، سعد بن وقاص، ابوایوب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم نے آپ کی پہرہ داری کی۔

سوال: آپ کی پہرہ داری کو کب ختم کر دیا گیا؟

جواب: جب یہ آیت **واللہ یعصمك من الناس** ،نازل ہوئی تو آپ کی پہرہ داری کو ختم کر دیا گیا۔

عطاءِ نبوت

سوال: آپ کو نبوت کب عطا ہوئی؟

جواب: جب آپ کی عمر چالیس برس ایک دن ہوئی تو آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

---

(۱) اصح السیر ص: ۳۰ (۲) اصح السیر ص: ۵

سوال: آپ کو نبوت کس دن اور کس تاریخ میں عطا کی گئی؟

جواب: آپ کو نبوت دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو عطا کی گئی۔[1]

دنیا میں اشاعت اسلام

سوال: کیا شروع ہی میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم کر دیا گیا تھا؟

جواب: جی نہیں! شروع میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم نہیں کیا گیا تھا، بلکہ آپ کی ذات کے لئے احکام قرأت وغیرہ تھے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے کن لوگوں میں دعوت اسلام شروع کی؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دعوت اسلام اپنی جان پہچان کے لوگوں میں شروع کی اور ان لوگوں میں شروع کی جن پر آپ کو اعتماد تھا یا فراست کے ذریعہ ان میں خیر وصلاح کے آثار پاتے تھے۔

سوال: سب سے پہلے آپ کی دعوت اسلام پر ایمان واسلام لانے والے کون کون تھے؟

جواب: سب سے پہلے آپ کی دعوت پر ایمان واسلام لانے والے عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیق، بچوں میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی بن ابی طالب، غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور باندیوں میں حضرت ام ایمن رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔[2]

سوال: حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت اسلام سے کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ کون کون ہیں؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت اسلام سے پانچ لوگوں نے اسلام قبول کیا جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

---

(۱) رحمۃ للعالمین ص ۴۷

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۳۳

(۳) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (۴) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق ان سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور سب نے اسلام قبول کیا۔

سوال: خفیہ دعوت اسلام کتنے سال جاری رہی؟

جواب: تین سال

سوال: اس عرصہ میں کتنے آدمی مسلمان ہو گئے تھے؟

جواب: تقریباً بیس آدمی مسلمان ہو گئے تھے۔

سوال: مسلمان اس زمانہ میں کہاں رہا کرتے تھے؟

جواب: آپ نے مسلمانوں کے لئے مکہ شہر کے کنارے ایک مکان مقرر فرما دیا تھا، جہاں مسلمان اپنی عبادت کیا کرتے تھے، اور آپ وہاں تشریف لے جاتے اور مسلمانوں کو تعلیم سے مشرف فرماتے تھے۔

سوال: جو مکان آپ نے مسلمانوں کے لئے تجویز فرمایا تھا وہ مکہ میں کس جگہ واقع تھا اور کس صحابی کا تھا، بیان کیجئے؟

جواب: وہ مکان کوہ صفا پر واقع تھا، اور یہ مکان حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تھا اسی وجہ سے اس کو دار ارقم کہتے ہیں[1]

اعلاناً دعوت اسلام

سوال: اعلاناً دعوت اسلام کا حکم کب ہوا اور آپ نے اس کی تعمیل کیسے کی؟

جواب: اعلاناً دعوت اسلام کا حکم تین سال بعد ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیل اس طرح کی کہ صفا پہاڑی پر چڑھ کر قبائل قریش کا نام لے لے کر آواز دی جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ نے اولاً سب سے یہ دریافت کیا

(۱) اصح السیر، ص: ۱۷

کہ میں آپ کو یہ خبر دوں کہ دشمن کا لشکر تم پر چڑھا چلا آ رہا ہے اور قریب ہے
کہ تم پر لوٹ ڈال دے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ یہ سن کر سب نے
فرمایا کہ بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک آپ
کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے اپنے غلط خیالات اور برے عقیدوں کو نہ چھوڑا
تو خدا تعالیٰ کا سخت عذاب تم کو ہلاک کر دے گا۔

سوال: جب آپ پر یہ آیت "وَاَنْذِرْ عشیرتك الاقربين" (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) نازل ہوئی تو آپ نے اس حکم کی تعمیل کیسے کی؟

جواب: قبیلہ عبد مناف یعنی پردادا کی اولاد میں سے چالیس آدمیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ دنیا میں کوئی انسان اپنی قوم کے لئے اس تحفہ سے بہتر تحفہ لے کر نہیں آیا جو میں تمہارے لئے لایا ہوں میں تمہارے لئے دنیا کی فلاح وکامیابی لے کر آیا ہوں، اور خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف دعوت دوں، خدا کی قسم اگر میں دنیا کے انسانوں سے جھوٹ بولتا تب بھی تمہارے سامنے جھوٹ نہ بولتا، اور اگر ساری دنیا کو دھوکہ دیتا تب بھی تمہیں دھوکہ نہ دیتا، اس ذات قدوس کی قسم جو ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں کہ میں تمہاری طرف خصوصاً اور تمام عالم کی طرف عموماً خدا تعالیٰ کا رسول اور پیغمبر ہوں۔

سوال: قریش نے آپ کی اس پکار کا کیا جواب دیا؟

جواب: ابولہب جو آپ کا چچا ہے وہ کھڑا ہوا اور بولا تبا لك الهذا جمعتنا؟ تو برباد ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو یہاں جمع کیا تھا (العیاذ باللہ) قرآن پاک کی سورت تبت یدا ابی لهب اسی کا جواب ہے یعنی ابولہب ہی برباد ہوا۔[1]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص ۱۸۳

تمام عرب کی مخالفت وعداوت اور آپ کی استقامت

سوال: جب عرب کو معلوم ہوا کہ آپ کی وحی میں ان کے باطل معبودوں کی حقیقت کھولی گئی ہے اور بت پرستی کی مذمت کی گئی ہے اور بت پرستی کرنے والوں کی بے وقوفی ظاہر کی گئی ہے تو اہل عرب نے کیا کیا؟

جواب: اہل مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے لئے کھڑے ہو گئے اور ایک جماعت چچا ابو طالب کے پاس آئی اور کہا کہ محمد کو بت پرستی کی مذمت سے روک دیں اور یا آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں نہ پڑیں، ہم خود ان سے سمجھ لیں گے۔

سوال: کفار کے اس وفد کی بات سن کر ابو طالب نے کیا جواب دیا؟

جواب: خواجہ ابو طالب نے ان کو نہایت نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا۔

سوال: کفار کے دوسرے وفد نے حضرت ابو طالب کے پاس آکر کیا کہا؟

جواب: کفار کے دوسرے وفد نے آکر کہا کہ اے ابو طالب آپ عمر، مرتبہ اور عزت میں ہم سب سے زیادہ ہیں، ہمیں یہ تسلیم ہے لیکن ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو ان باتوں سے روک لیں لیکن آپ نے نہ روکا، اب خدا کی قسم ہم اپنے معبودوں کی مذمت اور اپنے آباء واجداد کی تجہیل وتحمیق پر صبر نہیں کر سکتے اب یا تو تم ان کو روک دو، یا پھر ہم تم سے اور ان سے لڑ کر فیصلہ کریں گے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک ہلاک ہو جائے گا، اتنا کہہ کر وہ لوگ چلے گئے۔

سوال: خواجہ ابو طالب نے کفار کے اس دوسرے وفد کی بات سن کر نبی کریم سے کیا کہا؟

جواب: خواجہ ابو طالب نے کفار کے اس وفد کی بات سن کر بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے اسی پریشانی میں آپ کو بلا کر کہا: اے جان عم، تمہاری قوم میرے پاس جمع ہو کر آئی تھی اور اس نے اس طرح مجھ سے گفتگو کی لہٰذا تم ہم پر رحم

کرو، اور اپنے اوپر بھی رحم کھاؤ، ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو ہماری برداشت کے قابل نہ ہو۔[1]

سوال: خواجہ ابوطالب کی گفتگو کے جواب میں آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت چشم پرنم اور دل پرغم سے فرمایا: چچا! قسم ہے خدائے ذوالجلال کی کہ میں مامور من اللہ ہوں، اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں تا کہ میں ان احکام کی تبلیغ سے باز آجاؤں تو یہ ناممکن ہے، یہاں تک کہ خدا کا سچا دین پھیل جائے اور یا کم از کم میں اسی جدوجہد میں اپنی جان دیدوں اتنا کہہ کر آپ اٹھ کر چلے گئے۔

سوال: خواجہ ابوطالب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا کیا اثر ہوا؟

جواب: خواجہ ابوطالب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا بڑا اثر ہوا اور جب آپ اٹھ کر جانے لگے تو انہوں نے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ اے میرے عزیز جاؤ جو تمہارا دل چاہے کہو اور کرو میں بھی تمہاری مدد سے کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤں گا، اور کبھی دشمنوں کے سپرد نہ کروں گا۔[2]

سوال: کفار کے تیسرے وفد نے آ کر ابوطالب سے کیا کہا؟

جواب: قریش نے جب یہ دیکھا کہ ابوطالب آپ کی حمایت پر تلے ہوئے ہیں تو پھر تیسری بار مشورہ کر کے ابوطالب کے پاس آئے اور یہ کیا کہ قریش کے سب سے زیادہ عقلمند اور حسین وجمیل جوان عمارہ بن الولید کو لائے اور ان کو ابوطالب کو دیکر آپ کو لینا چاہا۔[3]

سوال: خواجہ ابوطالب نے ان کو کیا کہا؟

جواب: خواجہ ابوطالب نے کہا کہ یہ تو بدترین سودا ہے تم اپنا لڑکا دیتے ہو کہ اس کو ہم اپنے پاس سے کھلائیں اور میرا لڑکا مانگتے ہو کہ اس کو قتل کرو یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔[1]

(۲،۱) اصح السیر ص: ۳۰ (۳) اصح السیر ص: ۳۱

لوگوں میں نفرت پھیلانا اور اس کا الٹا نتیجہ

سوال: موسم حج قریب آنے پر لوگوں میں نفرت پھیلانے کے لئے کفار قریش نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: مکہ آنے والے تمام راستوں پر اپنے آدمی بٹھا دیئے تا کہ اطراف عالم سے جو لوگ حج کرنے کے لئے آئیں تو انہیں دور ہی سے یہ کہہ دیا جائے کہ یہاں ایک ساحر ہے جو اپنے کلام سے باپ بیٹے اور زن وشو میں تفریق ڈال دیتا ہے تم اس کے قریب نہ جائیو۔

سوال: کفار کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نفرت پھیلانے کا کیا نتیجہ رہا؟

جواب: کفار کے مقصد کے بالکل خلاف رہا بلکہ خدا کی قدرت سے ان کا یہ طرز عمل تبلیغ کا کام کر گیا اور اس نے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا مشتاق بنا دیا۔

سوال: جب کفار قریش اپنی تدبیروں میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: جب کفار قریش اپنی تمام تدبیروں میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو وہ تکالیف پہونچائیں کہ ان کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دنیا ان کی مثال سے خالی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ اور آپ کا بین معجزہ

سوال: جب ابو جہل پتھر سے آپ کا سر مبارک کچلنے کے لئے قریب پہنچتا ہے تو اس وقت ابو جہل کے ہاتھ سے پتھر کیوں گر جاتا ہے؟

جواب: ابو جہل کے ہاتھ سے پتھر اس لئے گر جاتا ہے کہ اس وقت ابو جہل نے ایک عجیب طرح کا اونٹ دیکھا جو منھ کھولے ہوئے اس کی طرف جھپٹا اور قریب تھا کہ اس کو کھا جاتا۔

سوال: کفار مکہ میں آپ کے سب سے زیادہ دشمن کون تھے جو ہر وقت تکلیف پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے؟

جواب: ابوجہل، آپ کا چچا ابولہب، عاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ وغیرہ۔

سوال: آنحضرت کے دشمنان خاص کا کچھ مختصر حال پیش کیجئے؟

جواب: ابوجہل آپ کی امت کا فرعون تھا، جس نے آپ کی عداوت اور دشمنی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا جاہلیت میں اس کی کنیت ابوالحکم تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کا لقب عطا فرمایا تھا۔

(۲) ابولہب

ابولہب کنیت تھی نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا، رشتہ میں آپ کا حقیقی چچا تھا، سب سے پہلے جب رسول اللہ نے قریش کو جمع کر کے اللہ کا پیام پہنچایا تو سب سے پہلے ابولہب نے تکذیب کی۔

(۳) عاص بن وائل سہمی

عاص بن وائل سہمی یعنی حضرت عمرو بن العاص کے والد ہیں، یہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو آپ کی ذات بابرکت کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے، آپ کے جتنے بیٹے ہوئے وہ سب آپ کی زندگی ہی میں وفات پاگئے تو عاص بن وائل نے کہا:

ان محمد ابتر لایعیش له ولد محمد تو ابتر ہیں ان کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **إنّ شانئك هو الابتر:** آپ کا دشمن ہی ابتر ہے۔

(۴) اسود بن عبد یغوث:

اسود بن مطلب اور اس کے ساتھی جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو آنکھیں مٹکاتے اور یہ کہتے کہ یہی ہیں وہ لوگ جو روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے، یہ کہہ کر سیٹیاں اور تالیا بجاتے رسول اللہ نے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو نابینا کردے چنانچہ اسود اسی وقت نابینا ہوگیا۔

(۵) ولید بن مغیرہ:

ولید بن مغیرہ اپنی قوم کا معزز آدمی سمجھا جاتا تھا اس لئے یہ کہا کرتا تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو وحی نازل ہو اور میں اور ابو مسعود ثقفی چھوڑ دیئے جائیں حالانکہ ہم دونوں اپنے اپنے شہر کے بڑے معزز ہیں۔

(۶) نضر بن حارث:

نضر بن حارث سرداران قریش سے تھا تجارت کے لئے فارس جاتا اور وہاں شاہان عجم کے قصص وتواریخ خرید کر لاتا اور قریش کو سناتا اور یہ کہتا کہ محمد تو تم کو عاد اور ثمود کے قصے سناتا ہے اور میں تم کو رستم اور اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث الآیۃ [لقمان ۳۱/۶،۷][1]

سوال: ان دشمنان رسول کا دنیا میں کیا انجام ہوا؟

جواب: یہ سب نہایت ذلیل وخوار ہوئے کچھ تو غزوہ بدر میں کتے کی موت مارے گئے، ابولہب غزوہ بدر میں تو آیا ہی نہیں تھا اس وقت بچ گیا مگر جنگ بدر سے ایک ہفتہ بعد چیچک کی بیماری میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اور کچھ ان میں سے نہایت گندے امراض میں مبتلا ہو کر گل سڑ کر مر گئے۔

قریش کا آپ کو ہر قسم کی طمع دینا اور آپ کا جواب

سوال: جب قریش نے اپنے سب سے زیادہ چالاک سردار عتبہ بن ربیعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دنیوی طمع دلانے کے لئے بھیجا تو اس نے آکر کیا کہا؟

جواب: عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس دعوت سے تمہاری غرض اگر مال جمع کرنا ہے تو ہم سب مل کر تمہارے واسطے اتنا مال جمع کرنے کے لئے تیار ہیں کہ تم اہل مکہ میں سب سے زیادہ دولت مند بن جاؤ، اور اگر آپ کی غرض عزت اور سرداری ہے تو ہم سب آپ کو اپنا سردار بنالیں، اگر

(۱) ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۲۰، تا ۲۲۲۔

آپ کی غرض حکومت اور بادشاہت ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں، اور اگر آپ پر کسی آسیب وغیرہ کا اثر ہے تو ہم آپ کا علاج کرائیں تا کہ تم تندرست ہو جاؤ یا قوم کے نزدیک معذور سمجھے جاؤ۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی بات سن کر کیا کہا؟

جواب: آپ نے عتبہ کی بات سنکر فرمایا کہ اے ابوالولید [یہ عتبہ کی کنیت ہے] تمہیں جو کہنا تھا وہ کہہ چکے اب جو میں کہتا ہوں وہ سنو: مجھ کو نہ تمہارا مال و دولت درکا ہے، اور نہ تمہاری حکومت اور سرداری مطلوب ہے میں تو اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، میں تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور ثواب کی بشارت سناتا ہوں، اگر تم قبول کرو تو تمہارے لئے عزت ہے اور اگر نہ مانو گے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان میں فیصلہ فرمائے اور آپ نے حم السجدہ کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں جب تلاوت ختم کر چکے تو عتبہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابوالولید جو کچھ سننا تھا وہ تم سن چکے اب تم کو اختیار ہے: تم جو چاہو کرو۔[1]

سوال: عتبہ نے اپنی قوم میں آ کر کیا تبصرہ کیا؟

جواب: عتبہ بن ربیعہ آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آیا اور کہا میں نے ان کا کلام سنا واللہ میں نے کبھی ایسا کلام نہیں سنا، نہ وہ شعر ہے نہ وہ سحر ہے اور نہ کہانت ہے وہ تو کوئی اور ہی چیز ہے، اے قوم اگر تم میرا کہنا مانو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال پر چھوڑ دو خدا کی قسم جو کلام میں ان سے سن کر آیا ہوں عنقریب اس کی ایک شان ہوگی، اگر عرب نے ان کو ہلاک کر دیا تو پھر تمہیں کسی فکر کی ضرورت نہیں اور اگر محمد عرب پر غالب آ جائیں تو ان کی عزت تمہاری عزت ہے اور ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے اس لئے کہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں۔[2]

(۱-۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۰۰

سوال: عتبہ کی بات سن کر قریش نے کیا کہا؟

جواب: قریش نے کہا کہ اے ابوالولید محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر سحر کر دیا ہے۔

سوال: اسلام میں سب سے پہلی شہید عورت کون ہے؟

جواب: حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما

سوال: حضرت عمار بن یاسر کی والدہ کا نام کیا تھا اور ان کو شہید کرنے والا کون تھا؟

جواب: حضرت عمار بن یاسر کی والدہ کا نام حضرت سمیہؓ ہے اور ان کو شہید کرنے وال کمبخت ابوجہل ہے۔

سوال: مردوں میں سب سے پہلے شہید کون ہوئے؟

جواب: اسلام میں سب سے پہلے شہید ہونے والے زید بن ابی ہالہؓ ہیں۔[1]

صحابہ کے لئے ہجرت حبشہ کا حکم

سوال: ہجرت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: کسی مجبوری سے اصلی وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتنی ہجرتیں ہوئیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین ہجرتیں ہوئی اور ان کے نام یہ ہیں:

(۱) ہجرت حبشہ اولی (حبشہ کی طرف پہلی ہجرت)

(۲) ہجرت حبشہ ثانیہ (حبشہ کی طرف دوسری ہجرت)

(۳) ہجرت مدینہ (مدینہ کی طرف ہجرت)

سوال: مسلمانوں نے پہلی بار مکہ کیوں چھوڑا اور مکہ چھوڑ کر کہاں گئے؟

جواب: جب قریش نے مسلمانوں کا جینا دشوار کر دیا اور مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے لگے تا کہ کسی طرح دین اسلام سے برگشتہ ہو جائیں تو آپ نے مسلمانوں کو اجازت دیدی کہ وہ مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے جائیں۔

---

(۱) جواہرات زروقی جلد:۲،ص:۴۶

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت کب دی اور کتنے مسلمانوں نے ہجرت کی اوران کے سردار کون تھے؟

جواب: صحابہ کے لئے ہجرت حبشہ کی اجازت ماہ رجب المرجب ۵ نبوی میں ہوئی اور بارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اوراس مختصر قافلہ کے سردار حضرت عثمان بن عفان تھے۔[1]

سوال: نجاشی[2] حبشہ کے بادشاہ کا نام تھا یا لقب نیز اس کا مذہب کیا تھا؟

جواب: نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا جو کہ ہر شاہ حبشہ کا ہوتا ہے نام اس کا اَصْحمه بن بَعبرِی تھا، اور مذہب عیسائی تھا۔[3]

سوال: قریش کے ان قاصدین کا نام کیا تھا جوانہوں نے مسلمان مہاجرین کو حبشہ سے واپس لانے کے لئے بھیجے تھے۔

جواب: قریش کے ان قاصدین کا نام عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ ہے۔

سوال: قریش کے ان قاصدوں نے نجاشی شاہ حبشہ سے کیا کیا؟

جواب: قریش کے ان کے قاصدوں نے بادشاہ کے سامنے ہدیے اور تحفے پیش کرکے درخواست کی کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کو ہمارے حوالے کردیا جائے کیونکہ یہ لوگ اپنی قوم کے باغی ہیں۔

سوال: نجاشی شاہ حبشہ نے ان قاصدوں کی درخواست سن کر کیا جواب دیا؟

جواب: بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک میں ان کے مذہب اور خیالات کی تحقیق نہ کرلوں اس وقت ان کو تمہارے حوالے نہیں کرسکتا۔

سوال: مسلمان مہاجرین میں سے بادشاہ کے ساتھ کس نے گفتگو کی؟

---

(۱) حضرت عثمان نے اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی، لوط اور ابراہیم کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جس نے راہ خدا میں ہجرت فرمائی۔ [زاد المعاد جلد:۱، ص:۲۴]

(۲) نجاشی: نون کا کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہے لیکن کسرہ زیادہ فصیح ہے۔

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص ۳۷ و تاریخ الاسلام جلد:۱، ص ۳۹

جواب: آپ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سوال: حضرت جعفر بن ابی طالب نے بادشاہ سے کیا گفتگو کی مختصراً بتاؤ؟

جواب: جعفر بن ابی طالب نے فرمایا:

''شاہا! ہم پہلے جہالت والے تھے، بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے مردار جانور کھاتے تھے، فحش کاری، قطع رحمی، بد خلقی میں مبتلا تھے، ہمارا قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جو ہمارے ہی کنبہ سے ہے، ہم ان کے نسب اور سچائی و امانت اور عفت کو خوب جانتے ہیں، اور انہوں نے ہم کو اس کی دعوت دی کہ اللہ کو ایک سمجھیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک وسہیم نہ جانیں، اور بت پرستی چھوڑ دیں، سچ بولیں، عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کریں، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اور محرمات سے منع فرمایا اور خون بہانے اور جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے سے روکا اور ہمیں نماز روزہ، زکوٰۃ حج کا حکم فرمایا ہم نے جب یہ سنا تو اس پر ایمان لے آئے ''

سوال: حضرت جعفر کی تقریر کا نجاشی پر کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت جعفر کی تقریر دل پذیر سن کر بادشاہ بہت متاثر ہوا اور خود مسلمان ہو گیا اور قریش کے ان قاصدوں کو خائب و خاسر واپس کر دیا، نیز ان کے تحائف واپس کر کے کہا کہ میں سونے کا پہاڑ لے کر بھی مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔

سوال: مسلمان حبشہ میں کتنے ماہ مقیم رہے؟

جواب: تقریباً ۳ / ماہ [۱]

سوال: حضرت عمر نے کب اسلام قبول کیا؟

---

(۱) کیونکہ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی تھی کہ قریش مکہ مسلمان ہو گئے ہیں اب مکہ میں کوئی اندیشہ نہیں ہے، اس لئے مسلمان حبشہ سے چلے آئے یہاں آنے کے بعد خبر کو غلط پایا ان میں سے بعض حبشہ ہی چلے آئے اور بعض کسی کی پناہ میں ہو کر مکہ میں داخل ہو گئے، جو لوگ واپس حبشہ چلے گئے تھے، وہ ۷ھ میں اس روز حبشہ سے تشریف لائے جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تھا جس کا مفصل بیان انشاء اللہ ۷ھ کے واقعات میں آئے گا۔ ۱۲

جواب: حضرت عمر ۶ نبوی میں اسلام لائے۔

سوال: حضرت عمر کے اسلام لانے کا کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان علی الاعلان مسجد حرام میں نماز پڑھنے لگے۔

ہجرت حبشہ ثانیہ

سوال: دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ کا حکم کب ہوا؟

جواب: دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ کا حکم سن ۷ رنبوی میں ہوا۔[1]

سوال: حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ کتنے مسلمانوں نے ہجرت فرمائی؟

جواب: تقریباً ۸۳ رمرد اور ۱۲ ارعورتوں نے حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت فرمائی ان کے علاوہ یمن کے کچھ مسلمان (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری اوران کی قوم) بھی ان کے ساتھ مل گئے تھے۔

مقاطعہ بنی ہاشم اور صحیفہ ظالمہ کی کتابت

سوال: مقاطعہ کسے کہتے ہیں اور مقاطعہ کا مضمون کیا تھا؟

جواب: مقاطعہ بائیکاٹ کو کہتے ہیں اور مقاطعہ کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کی لڑکیوں سے نہ کوئی عقد کرے، نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیں نہ ان سے خرید وفروخت کی جائے، نہ ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں بھیجی جائیں حتی کہ بنوہاشم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کردیں۔

سوال: مقاطعہ کب شروع ہوا؟

جواب: مقاطعہ محرم الحرام سن ۷ رنبوی میں شروع ہوا۔[2]

سوال: مقاطعہ کی کیا شکل ہوئی؟

جواب: مقاطعہ کی شکل یہ ہوئی کہ آپ کو آپ کے تمام رفقا کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی

(۱) تاریخ اسلام جلد: ۱، ص: ۴۳

(۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۷۳

میں ڈال دیا گیا جس کو شعب ابی طالب کہتے ہیں، اور اس گھاٹی میں آپ کے ساتھ ابولہب کے علاوہ بلا امتیاز مسلم و کافر بنی عبد مناف کی تمام اولاد تھی۔

سوال: مقاطعہ کا لکھنے والا کون تھا اور اس کو دنیا میں کیا سزا ملی؟

جواب: مقاطعہ کا مضمون لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا، اور اس کو دنیا میں یہ سزا ملی کہ اس کی انگلیاں شل ہو گئیں اور ہمیشہ کے لئے کتابت سے بے کار ہو گیا۔

سوال: معاہدہ پر عمل کتنے سال جاری رہا اور معاہدہ کب ختم کیا گیا؟

جواب: معاہدہ پر عمل تین سال رہا اور معاہدہ سن ۱۰ نبوی میں یعنی ہجرت سے ۳ سال قبل ختم ہوا۔[۱]

طفیل بن عمرو دوسی کا مشرف باسلام ہونا

سوال: طفیل بن عمرو دوسی کون تھے؟

جواب: طفیل بن عمرو قبیلہ دوس کے سردار اور مشہور شاعر تھے۔

سوال: طفیل بن عمرو دوسی کے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے مختصراً بیان کیجئے؟

جواب: طفیل بن عمرو دوسی اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ آیا تو قریش نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سحر سے بہت ڈرایا کہ محمد کی باتیں جادو ہیں چنانچہ میں اتنا ڈرا کہ اپنے کانوں میں روئی ڈال کر مسجد جاتا تھا تا کہ محمد کی باتیں نہ سن سکوں، اسی وجہ سے لوگ مجھ کو 'ذوالقطنین' کہنے لگے یعنی دو روئی والا، آخر ایک دن صبح کے وقت آپ نے آ کر نماز پڑھی اور نماز میں قرآن پڑھا میں نے آپ کا کلام سنا تو اچھا معلوم ہوا اور اسی دن صبح میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔[۲]

سوال: طفیل بن عمرو دوسی کو آپ کی دعا کی برکت سے کیا کرامت ملی؟

جواب: طفیل بن عمرو دوسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے یہ کرامت ملی، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشانی پر ایک ایسا نور چمکا دیا جو اندھیرے میں روشن

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۷۸ (۲) اصح السیر ص: ۵۲

چراغ کی طرح چمکتا تھا۔

سوال: طفیل بن عمر ودوسی نے پیشانی کے نور کو کس جگہ منتقل ہونے کی دعا کی؟

جواب: طفیل بن عمر ودوسی نے پیشانی کے نور کو اپنے کوڑے میں منتقل ہونے کی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور نور کو قندیل معلق کی طرح کر دیا۔

ابوطالب کی وفات

سوال: ابوطالب کی وفات کب ہوئی اور ان کی عمر کتنی ہوئی؟

جواب: ابوطالب کی وفات سن ۱۰ نبوی میں شوال کے مہینے میں ہوئی اور ان کی عمر ۸۵ رسال ہوئی۔[1]

سوال: حضرت خدیجہ کی وفات کب ہوئی اور اس سال کا حضور نے کیا نام رکھا؟

جواب: حضرت خدیجہ کی وفات ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد ہوئی اور اس سال کا نام آپ نے عام الحزن (غم کا سال) رکھا۔

سوال: اس سال کو آپ نے غم کا سال کیوں ارشاد فرمایا؟

جواب: کیونکہ اس سال آپ کے چچا ابوطالب کی وفات ہوئی جو ہمیشہ آپ کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے اور اس کے تین دن بعد آپ کی ہمدرد بیوی حضرت خدیجہ بھی وفات پا گئیں، جو آپ کی تمام مصائب وتکالیف میں رفیق تھیں، اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لائی تھیں، لہٰذا ان دونوں کا انتقال جیسا حزن وملال کا باعث ہوسکتا ہے ظاہر ہے اس لئے اس سال کا نام آپ نے خود ہی عام الحزن تجویز فرمایا۔

ہجرت طائف

سوال: آپ نے طائف کا سفر کیوں کیا اور کب کیا؟

جواب: طائف کا سفر آپ نے اہل طائف کو دین اسلام کی دعوت دینے کے لئے کیا

(۱) تاریخ الاسلام جلد ۱ ص ۳۰۶

اور یہ سفر آپ نے ماہ شوال کی ۲۶ / یا ۲۷ تاریخ کو کیا۔[1]

سوال: سفر طائف میں آپ کے ساتھ کون تھا؟

جواب: سفر طائف میں آپ کے ساتھ آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ تھے۔

سوال: طائف کے لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: طائف کے لوگوں نے آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا بلکہ نہایت بے رخی اور بداخلاقی سے پیش آئے اور آپ کے پیچھے اوباش قسم کے لڑکوں کو لگا دیا جنہوں نے آپ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ زخمی ہو گئے، جب آپ زخموں کی تکلیف سے بیٹھ جاتے تو یہ بدنصیب آپ کے بازو پکڑ کر دوبارہ پتھر برسانے کے لئے کھڑا کر دیتے اور ہنستے

سوال: آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کا اس سفر میں کیا کارنامہ رہا؟

جواب: طائف کے اوباش اور بخت نوجوان جب آپ پر پتھر برساتے تو زید بن حارثہ جس طرف سے پتھر آتا ہوا دیکھتے اس طرف خود کھڑے ہو کر آپ کو بچاتے اور کوشش کرتے کہ جو پتھر بھی آئے وہ بجائے آپ کے مجھ پر گرے اسی میں زید بن حارثہ کا سر زخمی ہو گیا۔[2]

سوال: رحمۃ للعالمین نے اہل طائف کی تکالیف کے جواب میں کیا کیا؟

جواب: آپ نے اہل طائف کی اولاد کے لئے ہدایت کی دعا کی اور فرمایا کہ یہ لوگ اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے لیکن ان کی اولاد ضرور مسلمان ہو گی۔

سوال: آپ طائف میں کتنے دن مقیم رہے؟

جواب: آپ طائف میں ایک ماہ مقیم رہے۔

اسراء و معراج

سوال: اسراء کسے کہتے ہیں؟

جواب: علماء کی اصطلاح میں آپ کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء

(۱) اصح السیر ص: ۵۶ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۸۴

کہتے ہیں۔

سوال: معراج کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔

فائدہ: بسا اوقات اول سے آخر تک (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو معراج ہی سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔

سوال: معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟

جواب: معراج کا واقعہ ۱۱ نبوی ماہ رجب کی ستائیسویں شب میں پیش آیا۔

سوال: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کس چیز سے ہوا اور آسمانی سفر کس چیز سے ہوا؟

جواب: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر براق سے ہوا اور آسمانی سفر جنت کی سیڑھیوں سے ہوا جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے میں اس سیڑھی کا ذکر ہے۔

سوال: براق کیسا جانور تھا؟

جواب: براق ایک جنتی جانور تھا جو خچر سے کچھ چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا سفید رنگ کا تھا جس کا ایک قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔

سوال: آپ کا یہ سفر خواب میں تھا یا بیداری میں؟

جواب: امت مسلمہ اس بات کی قائل ہے کہ اسراء و معراج کا تمام واقعہ از اول تا آخر بحالت بیداری اسی جسد شریف...کے ساتھ واقع ہوا۔ آپ کا یہ سفر روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا۔

سوال: کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج میں باری تعالیٰ کی زیارت اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا؟

جواب: جی ہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں دیدار خداوندی اور بلا واسطہ کلام

ایزدی سے مشرف ہوئے۔

سوال: جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو کس آسمان پر کس پیغمبر سے ملاقات ہوئی۔

جواب:

پہلے آسمان پر	حضرت آدم علیہ السلام سے
دوسرے آسمان پر	حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے
تیسرے پر	حضرت یوسف علیہ السلام سے
چوتھے پر	حضرت ادریس علیہ السلام سے
پانچویں پر	حضرت ہارون علیہ السلام سے
چھٹے پر	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
ساتویں پر	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

سوال: سدرۃ المنتہیٰ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سدرۃ المنتہیٰ آسمان پر بیری کا ایک درخت ہے۔

سوال: سدرۃ المنتہیٰ کو سدرۃ المنتہیٰ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر ٹھہر جاتی ہے پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے۔ اور عرش معلی سے جو چیز آتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر رک جاتی ہے، پھر نیچے اترتی ہے اس لئے اس کو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔

سوال: معراج کے سفر میں آپ کو خدا کی طرف سے کتنے عطیوں سے نوازا گیا؟

جواب: صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حق جل شانہ نے آپ کو اس وقت تین عطیے مرحمت فرمائے۔

(۱) پانچ نمازیں

(۲) خواتیم سورہ بقرہ (سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کا مضمون)

(۳) جو شخص آپ کی امت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانتے ہیں اللہ تعالی اس کے کبائر سے درگذر فرمائے گا یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیش کے لئے

جہنم میں نہ ڈالے گا۔

اسراءنبوی پر عینی شہادتیں

سوال: صبح کو جب آپ نے لوگوں کو معراج کی خبر سنائی تو کفار مکہ نے کیا کیا؟

جواب: کفار مکہ نے یہ خبر سن کر مذاق اڑایا اور بغرض امتحان طرح طرح کے سوالات شروع کردیئے مثلاً بتاؤ بیت المقدس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے اور مسجد اقصیٰ پہاڑ سے کتنے فاصلے پر ہے، وغیرہ وغیرہ۔

سوال: آپ نے ان کے تمام سوالوں کے جوابات کس طرح دیئے؟

جواب: آپ نے کفار کے تمام سوالات کے جوابات اس طرح دیئے کہ اللہ نے آپ کے سامنے بیت المقدس کو کردیا کفار نے سوالات شروع کئے تو آپ بیت المقدس کو دیکھتے جاتے اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے جاتے۔

سوال: جب آپ نے کفار کے تمام سوالوں کے صحیح صحیح جواب دیدیئے تو پھر کفار نے کیا کہا؟

جواب: جب آپ نے کفار کے تمام سوالات کے صحیح جوابات دیدیئے اور ان کے پاس سوائے انکار کے کوئی اور راستہ باقی نہ رہا تو وہ آپ کے اس سفر کو جادو اور آپ کو جادوگر کہہ اٹھے۔

سوال: جب قریش کے کچھ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے دوست یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا اور صبح سے پہلے واپس آ گیا تو کیا تم اس کی بھی تصدیق کروگے تو ابوبکر نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر حضور نے یہ فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں تو اس سے بھی بڑھ کر آپ کے بیان کردہ خبروں کی صبح وشام تصدیق کرتا رہتا ہوں اسی روز سے آپ کا لقب صدیق ہوگیا۔

نوٹ: اسراو معراج سے یہاں تک تمام باتیں (سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۲۹۶، ۳۲۰)

سے ماخوذ ہیں۔

دوسرا باب

اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی نیز غزوات وسرایا کو بیان کیا گیا ہے

مدینہ طیبہ میں اسلام کی ابتداء

سوال: مدینہ طیبہ میں کون لوگ آباد تھے؟

جواب: مدینہ طیبہ میں دو قسم کے لوگ آباد تھے۔ (۱) مشرکین (۲) اہل کتاب، مشرکین کے دو قبیلے تھے قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس، اسی طرح اہل کتاب کے بھی دو قبیلے تھے قبیلہ بنو قریظہ اور قبیلہ بنو نظیر (از حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء)

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کتنے سال تک دعوت اسلام دی؟

جواب: آپ نے ۱۳/سال مکہ میں لوگوں کو دعوت اسلام دی، ۳/سال خفیہ طریقے سے اور دس سال اعلانیہ طور پر

سوال: مدینہ میں اسلام کی ابتدا کیسے ہوئی؟

جواب: مدینہ طیبہ میں اسلام کی ابتدا ایسے ہوئی کہ قبیلہ اوس کے چند آدمی مکہ آئے آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی چنانچہ ان میں سے دو آدمی اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس مشرف باسلام ہوئے۔

پھر آئندہ سال ان کیساتھ کچھ آدمی آئے جن میں سے چھ یا آٹھ آدمی مسلمان ہو گئے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سال ہم پھر حاضر خدمت ہوں گے چنانچہ حسب وعدہ اگلے سال بارہ اشخاص آپ سے ملنے کے لئے مکہ حاضر ہوئے پانچ تو انہیں چھ میں سے اور سات ان کے سوا تھے، یہ بارہ آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ان حضرات کے ذریعہ ہی مدینہ میں اسلام کی ابتدا ہوئی۔

سوال: بیعت عقبہ اولیٰ کب ہوئی اور اس میں کتنے آدمی شریک تھے؟

جواب: بیعت عقبہ اولیٰ ۱۲ نبوی میں ہوئی اور اس بیعت میں بارہ آدمی شریک ہوئے

جن میں ۱۰ قبیلہ خزرج اور دو قبیلہ اوس کے تھے۔

سوال: اس بیعت کا نام کیا ہے اور کیوں؟

جواب: اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے چوں کہ یہ بیعت ایک خاص گھاٹی کے پاس ہوئی اور یہ پہلی بیعت تھی اس لئے اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہو گیا یعنی عقبہ کے پاس ہونے والی پہلی بیعت۔ [تاریخ اسلام]

سوال: ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کیا بیعت کی؟

جواب: ان لوگوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر یہ بیعت کی کہ ہم کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں گے اور نہ چوری اور زنا کریں گے اور نہ اولاد کو قتل کریں گے، اور نہ کسی پر بہتان اور تہمت لگائیں گے۔[1]

سوال: بیعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: بیعت بیع سے مشتق ہے جس کے معنی بیچنے کے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں انتہائی رضا اور رغبت کے ساتھ اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ جنت کے بدلے بیچ دینے کا نام بیعت ہے۔[2]

سوال: مدینہ میں سب سے پہلے تعلیم قرآن اور احکام اسلام سکھانے کے لئے آپ نے کس صحابی کو روانہ فرمایا؟

جواب: آپ نے مدینہ میں سب سے پہلے تعلیم قرآن اور احکام اسلام سکھانے کے لئے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم اور مصعب بن عمیر کو روانہ کیا۔[3]

سوال: ان حضرات نے مدینہ جا کر کس کے مکان میں قیام فرمایا اور مسلمانوں کو کہاں تعلیم دیا کرتے تھے؟

جواب: ان حضرات نے مدینہ جا کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر قیام کیا اور وہیں مسلمانوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔[4]

(۱-۲-۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۳۳۹ ٭ (۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۳۴۰

بیعت عقبہ ثانیہ

سوال: دوسری بیعت کب ہوئی اور کہاں ہوئی؟ اور اس بیعت کا نام کیا ہے؟

جواب: دوسری بیعت ۱۳ نبوی میں ہوئی اور یہ بیعت بھی عقبہ کے پاس ہوئی اور یہ مسلمانوں کی دوسری بیعت تھی اس لئے اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے یعنی عقبہ کے پاس ہونے والی دوسری بیعت۔

سوال: بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والوں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والوں کی تعداد ۷۵ رتھی جن میں سے ۷۳ رمرد اور دو عورتیں تھیں۔

سوال: سب سے پہلے مدینہ طیبہ کی کونسی مسجد میں قرآن پاک پڑھا گیا؟

جواب: مدینہ میں سب سے پہلے قرآن پاک مسجد بنی زریق میں پڑھا گیا۔

ہجرت مدینہ کی ابتداء

سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم کب اور کیوں دیا؟

جواب: قریش کو جب اس بیعت کی خبر ہوئی تو ان کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا تو اس وقت آپ نے حضرات صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، یہ حکم سنتے ہی پوشیدہ طور پر ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سب مسلمان تقریباً ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے سوائے ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کوئی باقی نہ رہا مگر چند بے کس اور بے پناہ مسلمان جو کفار کے پنجہ میں پھنسے ہوئے تھے۔

سوال: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے پہلے کس صحابی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی؟

جواب: سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد

مخزومی نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا مگر کفار نے ان کی بیوی ام سلمہ اور ان کے بچے کو نہیں جانے دیا آخر کار ابو سلمہ تن تنہا روانہ ہوئے۔[1]

سوال: جب نبی پاک نے ہجرت کا حکم فرما دیا تھا تو یہ بے سہارا لوگ مکہ میں ہی کیوں رہ گئے اور ہجرت کیوں نہیں کی؟

جواب: اس لئے کہ ہجرت کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں تھا بلکہ جو مسلمان بھی ہجرت کا ارادہ کرتا تو قریش سد راہ ہو جاتے اور پوری کوشش کرتے کہ ہجرت نہ کرنے پائے ورنہ ہم اپنے ظلم وستم کا تختہ مشق کس کو بنائیں گے، اس لئے جو طاقتور مسلمان تھے وہ تو کسی طرح ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن بے چارے کمزور مسلمان باوجودیکہ ہجرت کا شوق رکھتے تھے لیکن کفار سد راہ بن جاتے تھے اس لئے مجبوراً مکہ ہی میں ان کو رہنا پڑا، اور ہجرت نہ کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ

سوال: دار الندوہ[2] کسے کہتے ہیں؟

جواب: دار الندوہ (میٹنگ ہال) وہ مشورہ گھر جس میں کفار اکٹھے ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔

سوال: دار الندوہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا رائے پاس ہوئی؟

جواب: دار الندوہ میں آپ کے متعلق طرح طرح کی رائیں پیش ہوتی رہیں اور شیخ نجدی (شیطان) ہر رائے کا غلط ہونا ثابت کرتا رہا بالآخر ابو جہل بولا کہ میری رائے یہ ہے کہ نہ ان کو قید کیا جائے اور نہ جلاوطن کیا جائے بلکہ ہر قبیلہ میں سے ایک نوجوان منتخب کیا جائے اور پھر سب ملکر دفعۃً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۳۵۸

(۲) مکہ میں یہ پہلا مکان ہے جس کو قصی بن کلاب نے خاص مشوروں ہی کے لئے تعمیر کیا تھا جس میں جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے۔ ۱۲ [سیرۃ المصطفیٰ، جلد: ۱، ص: ۳۶۱]

کرڈالیں اس طرح قبیلہ عبدمناف تمام قبائل سے بدلہ لینے سے عاجز ہو جائیں گے اور معاملہ دیت پر ختم ہو جائے گا۔

سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دارالندوہ کی باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟

جواب: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو دارالندوہ کی باتوں سے مطلع فرما دیا اور آپ کو ہجرت مدینہ کا پیام پہنچایا اور فرمایا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق کو ہجرت کی خبر کس نے دی اور کب دی؟

جواب: صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عین دوپہر کے وقت ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے، تو معلوم ہوا کہ ابوبکر کو ہجرت کی خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت ان کے گھر جا کر دی۔

سوال: جب کفار کے مختلف قبائل کے بہت سے جوانوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا رات کے وقت محاصرہ کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟

جواب: جب قریش نے حسب قرارداد آ کر آپ کے مکان کو گھیر لیا کہ جب آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور خود گھر میں سے ایک مشت خاک لئے ہوئے برآمد ہوئے اور اس مشت خاک پر سورۂ یٰسین کی شروع کی آیتیں "**فاغشیناھم فھم لا یبصرون**" تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی، اللہ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آپ ان کے سامنے سے گذر گئے اور کسی کو نظر نہ آئے۔

آپ ان کے سامنے سے نکل کر ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر جبل ثور کا رخ کیا اور وہاں جا کر ایک غار میں چھپ گئے۔

سوال: غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا کیا انتظام فرمایا؟

جواب: غار ثور میں اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ اللہ نے غار پر فرشتوں کا پہرہ مقرر فرمادیا جس کی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر ایسا رعب چھایا کہ اندر جھانکنے کی ہمت نہ ہوئی اور ایک مکڑی کے جالے کو جسے **اوھن البیوت** بتلایا ہے اس کو ایک آہنی قلعہ سے بڑھ کر حفاظتی ذریعہ بنادیا اور بحکم خداوندی ایک جنگلی کبوتر نے غار کے دروازہ پر گھونسلہ بنادیا جسے دیکھ کر کفار کے سب سے چالاک سردار امیہ بن خلف نے کہا کہ یہاں ان کا ہونا محال ہے اس طرح اللہ نے اپنے پیغمبر کی حفاظت فرمائی اور غار کے کنارے سے دشمنوں کو بے نیلِ مرام واپس کردیا۔

سوال: کفار نے آپ کو گرفتار کرنے پر کیا انعام رکھا؟

جواب: کفار نے آپ کو گرفتار کرنے پر یہ اعلان کیا تھا کہ جو کوئی محمد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرکے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔[1]

سوال: غار ثور میں آپ نے کتنے دن قیام فرمایا؟

جواب: تین یوم

سوال: جب تک آپ نے غار حرام میں قیام کیا تو آپ کے کھانے پینے اور قریش کی خبریں پہنچنے کا کیا نظم رہا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رات کے وقت غار میں کھانا پہنچادیا کرتی تھیں، اور حضرت ابوبکر کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رات کو خفیہ آپ کے پاس آتے اور دن بھر کی تمام خبریں آپ کو سنادیتے اور سویرے ہی وہاں سے نکل جاتے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار سے مدینہ کی طرف کب روانہ ہوئے؟

جواب: ۴ ربیع الاول ۱ھ پیر کے دن آپ غار سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔[2]

سوال: اس سفر میں آپ کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟

(۱) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۱۳۴ (۲) تاریخ الاسلام جلد:۲، ص:۲۲

جواب: اس سفر میں آپ کے ساتھ تین آدمی اور تھے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت کے لئے۔ (۳) عبداللہ بن الاریقط کافر راستہ بتلانے کے لئے

سوال: بوقت ہجرت آپ کی عمر کیا تھی؟

جواب: ۵۳ رسال

سوال: جس اونٹنی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت کیا اس اونٹنی کا نام کیا تھا؟

جواب: اس اونٹنی کا نام القصواء تھا[۱]

سراقہ بن مالک کا راستہ میں پہنچنا اور اس کے گھوڑے کا زمین میں دھنسنا

سوال: سراقہ بن مالک کون تھا اور یہ آپ کی تلاش میں کیوں نکلا تھا؟

جواب: سراقہ بن مالک مکہ کا باشندہ تھا اور یہ آپ کی تلاش میں اس لئے نکلا تھا تاکہ قریش کا مقرر کردہ انعام وصول کرلے۔

سوال: آپ کا تعاقب کرنے سے سراقہ بن مالک کے سامنے کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: سراقہ بن مالک کے لئے آپ نے بددعا فرمائی اسی وقت سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک پتھریلی زمین میں دھنس گیا وہ ڈر گیا اور معافی چاہی اور عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جو شخص آپ کو تلاش کرتا ہوا ملے گا میں اس کو واپس کردوں گا، آپ نے دعا فرمائی اسی وقت زمین نے گھوڑے کو چھوڑ دیا جب گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکلنے لگے تو پاؤں کی جگہ سے ایک دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا اس کو دیکھ کر سراقہ اور بھی زیادہ گھبرایا اور نہایت عاجزی سے توشہ اونٹ اور دوسری چیزیں پیش کرنے لگا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بس اتنا کافی ہے کہ تم ہمارا حال کسی سے بیان مت کرنا سراقہ واپس ہوگیا اور جو شخص آپ کے تعاقب میں ملتا تھا، اس کو واپس کردیتا تھا، اور

(۱) تاریخ اسلام جلد:۱،ص:۱۳۵

کہہ دیتا تھا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں میں ادھر دیکھ آیا ہوں۔

سوال: کیا سراقہ بن مالک کو اسلام کی توفیق ہوئی؟

جواب: جی ہاں سراقہ بن مالک فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا تھا۔[1]

رسول اللہ کا معجزہ اور ام معبد اور ان کے خاوند کا اسلام

سوال: حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون تھیں اور ان کا مکان کہاں تھا؟

جواب: حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نہایت شریف اور مہمان نواز عورت تھی جن کا مکان مدینہ کے راستے میں واقع تھا۔[2]

سوال: راستہ میں ام معبد کے مکان پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معجزہ ظاہر ہوا؟

جواب: ام معبد کے مکان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ ان کی بکری جو بالکل دودھ نہ دیتی تھی آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے آپ نے دودھ دوہنا شروع کیا۔

اس بکری نے اتنا دودھ دیا کہ ایک برتن جس سے آٹھ دس آدمی سیراب ہو جائیں دودھ سے بھر گیا آپ نے اولاً ام معبد کو دودھ پلایا اور پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا اور اخیر میں آپ نے پیا اس کے بعد پھر دودھ دوہا یہاں تک کہ پھر دوبارہ وہ برتن بھر گیا آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد مسلمان ہو گئیں اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔[3]

نزول قباء

سوال: قبا کیا چیز ہے؟

جواب: مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے اسے قباء کہتے ہیں۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں کب داخل ہوئے۔

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸/ربیع الاول جمعرات کے دن یا ۱۲/ربیع الاول پیر کے دن قبا میں داخل ہوئے۔[4]

---

(۱) تاریخ اسلام جلد: ۱، ص: ۱۳۷ (۲-۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۳۹۱

(۴) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۲۳-۲۴

سوال: آپ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا اور کس کے مکان پر قیام کیا؟

جواب: آپ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا اس میں مختلف روایتیں ہیں: ۳، یا ۴ یا ۱۴، یا ۲۲ روز قیام فرمایا[1] اور آپ نے عمرو بن عوف کے خاندان کے سردار کلثوم بن ہدم کے مکان پر قیام فرمایا۔[2]

سوال: قبا میں قیام کے دوران آپ نے کیا کارنامہ انجام دیا؟

جواب: قبا میں رونق افروز ہونے کے بعد آپ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جس کا نام مسجد قباء ہے اور یہی سب سے پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی۔

حضرت علی کی ہجرت اور قباء میں آپ سے مل جانا

سوال: آپ نے حضرت علی کو مکہ میں کیوں چھوڑا تھا؟

جواب: قریش اگرچہ آپ کے دشمن تھے لیکن آپ کو صادق اور امین سمجھتے تھے اور امانتیں آپ کے پاس ہی رکھتے تھے۔ حضرت علی کو آپ نے ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانے کے لئے مکہ میں چھوڑ دیا تھا۔

سوال: حضرت علی مدینہ سے کب نکلے اور آپ کے ساتھ کب اور کہاں ملے؟

جواب: حضرت علی آپ کے تین دن بعد مکہ سے نکلے تھے یعنی جس دن آپ غار ثور سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اسی دن حضرت علی بھی مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے قباء پہنچنے کے تین دن بعد آپ سے قبا ہی میں جا ملے۔[3]

---

(۱) اگر دوشنبہ کو آپ قباء میں داخل ہوئے تو چار روز کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے کہ پیر منگل، بدھ، جمعرات آپ نے قباء میں قیام کیا [زاد المعاد جلد: ۱، ص: ۱۰۳]
اور اگر آپ جمعرات کو قباء تشریف لے گئے جیسا کہ بعض مورخین کی رائے ہے تو پھر اس وقت ۱۴، یا ۲۲ کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ قریب مسلم ہے کہ جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے [زاد المعاد جلد: ۱، ص: ۲۵]

(۲) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص ۲۴، وسیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۴۰۰ (۳) تاریخ اسلام جلد: ۱، ص: ۱۳۹

اسلامی تاریخ کی ابتداء

سوال: اسلامی تاریخ (سنہ ہجری) کی ابتدا کب ڈالی گئی؟

جواب: جس سال آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اس سال سے اسلامی تاریخ کی ابتداڈالی گئی۔

سوال: کیااسلامی تاریخ کی ابتدا آپ نے خود سے ہی ڈالی تھی یا آپ کے بعد کسی اور نے ڈالی؟

جواب: مشہور یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی تاریخ کی ابتدا ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر کے پاس خط لکھا کہ آپ کے فرامین ہمارے پاس پہنچتے ہیں لیکن ان پر کوئی تاریخ نہیں ہوتی اس لئے حضرت عمر نے ۱۷ھ میں حضرات صحابہ کو تعیین تاریخ کے بارے میں مدعو کیا، بعض نے کہا کہ تاریخ کی ابتدا بعثت سے ہونی چاہئے، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات سے ابتدا ہونی چاہئے حضرت عمر نے فرمایا کہ ہجرت سے ابتدا ہونی چاہئے اس لئے کہ ہجرت سے ہی حق اور باطل میں فرق قائم ہوا بالاتفاق سب نے اس رائے کو پسند کیا اور اسلامی تاریخ کی ابتدا ہجرت سے کی گئی۔[1]

شہر مدینہ میں داخلہ

سوال: مدینہ کہاں ہے اور مکہ سے کتنی دور ہے اور اسکا پہلا نام کیا تھا؟

جواب: ملک عرب میں مکہ سے شمال کی طرف تقریباً ڈھائی سومیل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جس کو پہلے یثرب اور اب مدینہ کہتے ہیں۔[2]

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں کب داخل ہوئے؟

جواب: بروز جمعہ ماہ ربیع الاول آپ مدینہ میں داخل ہوئے۔

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص: ۴۰۲ (۲) تاریخ الاسلام جلد ۲، ص: ۲۷۔

سوال: سب سے پہلا جمعہ آپ نے کہاں ادا فرمایا اور آپ کے ساتھ نماز میں کتنے لوگ شریک ہوئے۔

جواب: آپ نے سب سے پہلا محلّہ بنی سالم میں ادا فرمایا یہ اسلام میں آپ کا پہلا خطبہ اور پہلی نماز جمعہ تھی اور اس نماز جمعہ میں آپ کے ساتھ ایک سو آدمی شریک تھے۔[1]

سوال: آپ نے مدینہ میں کس کے یہاں قیام کیا اور قیام کی کیا شکل ہوئی؟

جواب: آپ نے مدینہ میں حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا اور قیام کی شکل یہ ہوئی کہ آپ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ ایک ناقہ پر سوار تھے اور مدینہ کا ہر شخص اس بات کا خواہشمند تھا کہ آپ کی قیامگاہ ہمارا مکان بن جائے اس لئے جوش محبت میں ہر آدمی آپ کی اونٹنی کا مہار پکڑنا چاہتا تھا مگر آپ فرمادیتے "**دعوھا فانھا مامورۃ**" اس کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے، آخرکار آپ کی اونٹنی قبیلہ بنی نجار کی ایک غیر آباد زمین میں بیٹھ گئی اس زمین کے قریب حضرت ابوایوب انصاری کا مکان تھا وہ آپ کا سامان اٹھا کر لے گئے اور ان کے یہاں ہی آپ نے قیام فرمایا۔

سوال: حضرت ابوایوب کے مکان پر کتنے دن مقیم رہے؟

جواب: تقریباً گیارہ ماہ۔[2]

سوال: مسجد نبوی کی تعمیر کب ہوئی اور کس جگہ ہوئی؟

جواب: مسجد نبوی کی تعمیر سن ۱ ہجری میں ہوئی اور اسی جگہ ہوئی جہاں آپ کی ناقہ بیٹھی تھی۔[3]

سوال: مہاجر کس کو کہتے ہیں اور انصاری کس کو؟

جواب: جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لائے وہ مہاجر کہلاتے ہیں اور مدینہ کے رہنے والے مسلمان انصاری کہلاتے ہیں۔[4]

---

(۱) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۱۳۹ (۲) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۱۴۱
(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۴۵۶ (۴) تاریخ الاسلام جلد:۲، ص:۲۷

مشروعیت جہاد

سوال: جہاد کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جہاد: جہد سے مشتق ہے، جس کے معنی طاقت کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے لئے اور مخالفین کو زک پہنچانے کے لئے پوری پوری کوشش کا نام جہاد ہے، خواہ تلوار سے ہو یا کسی اور طرح سے۔[1]

سوال: جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب: جہاد کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن وعافیت کے ساتھ خدا کی عبادت واطاعت کر سکیں کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ وہ مسلمانوں کے دین میں خلل انداز ہو سکیں۔

اسی طرح دنیا میں حقیقی امن وامان قائم کرنا ضعیفوں کو ظلم سے چھڑانا وغیرہ بھی جہاد کے مقاصد میں سے ہے۔

سوال: جہاد میں تو بظاہر خلق خدا پر ظلم نظر آتا ہی کہ ان کا قتل اور خون کیا جاتا ہے پھر اسلام میں اس کا حکم کیوں؟

جواب: جہاد حقیقت میں خلق خدا پر ظلم نہیں بلکہ خلق خدا پر انتہائی شفقت ورحمت ہے کیونکہ جس جنگ کا مقصد یہ ہو کہ عدل وانصاف امانت وصداقت اور دنیا کے جان ومال کی حفاظت ہو جائے اور رشوت، چوری بدکاری زنا کاری، بداخلاقی بے حیائی غرض کہ تمام برائیوں اور خود غرضیوں کا خاتمہ ہو جائے ایسی جنگ بربریت نہیں بلکہ اعلیٰ ترین عبادت ہے اور خلق خدا پر عین شفقت ہے۔

سوال: کیا جہاد کا مقصد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا ہے؟

جواب: نہیں ہرگز نہیں'' جہاد کا مقصد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا نہیں بلکہ اسلام کی

---

(۱) بدائع الصنائع جلد: ۷، ص: ۹۷

عزت اور ناموس کی حفاظت کرنا ہے، کیوں کہ دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بغیر حکومت کے اپنی حفاظت نہیں کرسکتا۔

(۲) مخالفین اسلام کا سر پیٹنا اور زبان وقلم سے یہ ڈھنڈورا پیٹتے رہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، شاید ان کو معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان وہ شخص کہلاتا ہے جو بغیر کسی لالچ اور خوف وہراس کے انتہائی رضا اور رغبت کے ساتھ حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے، اور جو شخص کسی لالچ یا کسی خوف وہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق نہ کرے وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں، بلکہ منافق ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ یقین تام اور اعتقاد جازم کسی جبر واکراہ سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ دنیا کی تمام قوتیں بھی کسی کے قلب کو جبر سے مطمئن نہیں کرسکتیں، تیغ وتبر اور خنجر سے کوئی عقیدہ قلب میں نہیں اتر سکتا، اور غالباً اس حقیقت کا کوئی معمولی عقل رکھنے والا بھی انکار نہیں کرسکتا، لہٰذا یہ کہنا کہ جہاد کا مقصد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا ہے اور اسلام بزور تلوار پھیلا ہے، بالکل غلط ہے۔

(۳) صحابہ کرام کا کفار مکہ کے ہاتھ مسلسل ۱۳ رسال طرح طرح کے مصائب برداشت کرنا بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ انہوں نے اسلام بہزار رضا ورغبت قبول کیا تھا، اور اسلام کی حلاوت وشیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کی تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنادیا تھا، معترضین ذرا بتلائیں تو سہی کہ جو شے جبر اور اکراہ سے اور گردن پر تلوار رکھ کر منوائی جائے کیا اس کی یہی شان ہوتی ہے۔

(۴) نیز شریعت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ رضا اور رغبت سے اس کے احکام کی تصدیق کریں تاکہ ثواب اور اخروی نجات اس پر مرتب ہوسکے، بندہ ایمان اختیاری کا مکلف ہے، اللہ اور رسول اللہ کے نزدیک وہی ایمان معتبر ہے جو دل سے ہو، اجباری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَنْ شَاءَ فليكفر. جو چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے کفر کرے۔ حق واضح ہے جبر کی ضرورت نہیں۔

(۵) آپ نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اس وقت آپ تن تنہا تھے کوئی سلطنت وحکومت آپ کے پاس نہ تھی، نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے ایمان نہ لانے والوں کو ڈراتے ہوں بلکہ سارا مکہ آپ کا دشمن تھا غیروں کا تو ذکر کیا کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی ہوتا ہے وہ ہی آپ کا جانی دشمن تھا ظلم وستم کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جس کا آپ اور آپ کے صحابہ پر تجربہ نہ کیا گیا ہواب عقل والے ذرا بتائیں کہ ایسی حالت میں کیسے جبر واکراہ ممکن ہے۔

(۶) بعثت کے بعد ۱۳/سال مکہ میں آپ کا قیام رہا، اسی زمانے میں اور اسی حالت میں بہت سے قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، ابوذر غفاری شروع زمانہ ہی میں مسلمان ہوئے اور ان کی دعوت سے پورا قبیلہ غفار مسلمان ہو گیا۔

ہجرت سے قبل ۸۳ مرد اور ۱۸/عورتیں مشرف باسلام ہو چکے تھے، جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور جعفر طیار کی تقریر سن کر نجاشی شاہ حبشہ مسلمان ہو گیا۔

ہجرت سے قبل مدینہ کے (۷۰) آدمی آپ کے ہاتھ پر مقام منیٰ میں بیعت کر چکے تھے ان حضرات کو کونسی تلوار نے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا تھا، کیونکہ ان سب کا اسلام لانا جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

(۷) نجران اور شام کے نصاریٰ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ وفد کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں، ہر طرف سے وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا جبر تو درکنار آپ نے تو ان کے پاس قاصد بھی نہیں بھیجا تھا۔

[ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱ص:۴۹۷، تا ۴۹۹]

نقشہ سرایا وغزوات

سوال: غزوہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس جہاد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی علماء سیر کی اصطلاح میں اس کو غزوہ کہتے ہیں۔[1]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱ص ۳ ۵

سوال: سریہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس جہاد میں آپ نے بنفس نفیس شرکت نہ فرمائی ہو اس کو سریہ اور بعث کہتے ہیں۔[1]

سوال: اسلام میں غزایا اور سرایا کی تعداد کتنی ہیں؟

جواب: غزوات کی مجموعی تعداد ۲۳، ہے اسی طرح سرایا کی تعداد ۴۳ ہے۔

سوال: کتنے غزوات میں لڑائی کی نوبت آئی ہر ایک کا نام بتایئے؟

جواب: ۹ رغزوات میں لڑائی کی نوبت پیش آئی جن کے نام یہ ہیں:

(۱) غزوۂ بدر (۲) غزوۂ اُحد (۳) غزوۂ خندق (۴) غزوۂ بنو قریظہ (۵) غزوۂ بنو المصطلق (۶) غزوۂ خیبر (۷) فتح مکہ (۸) غزوہ حنین (۹) غزوۂ طائف۔[2]

سوال: ان غزوات میں سے کتنے غزووں میں مسلمانوں کو فتح ہوئی؟

جواب: تمام غزوات میں مسلمانوں کی فتح ہوئی ،صرف غزوہ احد میں آپ کا کہنا نہ ماننے کے باعث شکست ہوئی۔

۱ھ میں ہونے والی لڑائیاں اور مشہور واقعات

۱ھ میں آپ نے دو سریئے روانہ فرمائے:
(۱) سریہ حمزہ (۲) سریہ عبداللہ

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ حمزہ کو کب اور کہاں روانہ فرمایا؟

جواب: سریہ حمزہ کو آپ نے ہجرت کے سات ماہ بعد یعنی رمضان المبارک ۱ھ میں سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔

سوال: اس پہلے سریہ میں مسلمانوں کا امیر کون تھا اور کفروں کا امیر کون تھا نیز علم بردار کون تھا؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص ۵۱۳ (۲) سیرت رسول کریم ص:۹۵

جواب: اس سریئے میں مسلمانوں کا امیر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور کافروں کا امیر ابوجہل تھا اور علم بردار ابو مرثد الغنوی تھے۔

سوال: اس سریئے میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی اور کفار قریش کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: اس سریئے میں مسلمانوں کی تعداد ۳۰ تھی اور کفار قریش کی تعداد ۳۰۰ تھی۔[۱]

فائدہ: غزوہ بدر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی سریئے روانہ فرمائے ہیں ان میں کوئی انصاری صحابی شریک نہ ہوا کیونکہ انصار نے مدینہ میں رہ کر حفاظت کا وعدہ کیا تھا، باہر جا کر لڑنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔[۲]

سوال: کیا اس سریئے میں لڑائی ہوئی؟

جواب: اس سریئے میں لڑائی نہیں ہوئی بلکہ جب قتال کے لئے صفیں درست ہوگئیں تو ایک شخص مجدی بن عمرو الجہنی نے بیچ میں آ کر لڑائی موقوف کرادی۔

سریہ عبیدہ بن حارث ۱ھ

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ عبیدہ بن حارث کو کب کہاں اور کیوں روانہ فرمایا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ عبیدہ بن حارث کو ماہ شوال ۱ھ میں بطن رابغ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔

سوال: اس سریئے میں مسلمانوں کی تعداد کیا اور کفار کی تعداد کیا تھی نیز علم کا رنگ کیسا تھا، اور اس کا اٹھانے والا کون تھا؟

جواب: اس سریئے میں مسلمانوں کی تعداد ۶۰ / یا ۸۰ تھی اور کفار کی تعداد ۲۰۰ تھی علم کا رنگ سفید تھا اور علم بردار مسطح بن اثاثہ تھے۔[۳]

سوال: کیا اس سریئے میں لڑائی ہوئی؟

جواب: جی نہیں اس سریئے میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔[۴]

(۱-۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص ۵۱۴ (۳) اصح السیر ص ۸۰

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص ۵۱۵

سوال: اسلام میں سب سے پہلے کفار پر تیر چلانے والے کون ہیں اور یہ کس سریئے کا واقعہ ہے؟

جواب: اسلام میں کفار پر سب سے پہلا تیر چلانے والے حضرت سعد بن وقاص ؓ ہیں اور یہ سریہ عبیدہ بن حارث کا واقعہ ہے۔

واقعات متفرقہ ۱ھ

سوال: ۱ھ میں کیا اہم واقعات پیش آئے؟

جواب: ۱ھ میں چند واقعات پیش آئے، (۱) ام کلثوم بن ہدم قباء میں جن کے مکان پر آپ مقیم رہے انتقال کر گئے، (۲) مسجد نبوی کی تعمیر (۳) حضرت عائشہ کی رخصتی بھی اسی سال ہوئی۔ (۴) اسعد بن زرارۃ کی وفات (۵) عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسی بھی اسی سال مسلمان ہوئے۔[1]

۲ھ میں ہونے والی لڑائیاں اور واقعات متفرقہ

۲ھ میں پانچ غزوات ہوئے، (۱) غزہ ابواء جس کو غزوہ وڈان بھی کہتے ہیں۔ (۲) غزوہ بواط، (۳) غزوہ بدر کبریٰ (۴) غزوہ بنی قینقاع، (۵) غزوہ سویق اور تین سریئے روانہ فرمائے۔

(۱) سریہ عبداللہ بن جحش (۲) سریہ عمیر (۳) سریہ سالم

اس سال کے غزوات میں سب سے اہم غزوہ بدر ہے۔ اس لئے اسی کے بیان پر اکتفاء کیا جاتا ہے، باقی غزوات کی تفصیل کے لئے سیرت کی بڑی کتابوں کی مراجعت کر لی جائے۔

تحویل قبلہ ۲ھ

سوال: مدینے میں اولاً مسلمانوں کا قبلہ کیا رہا اور کتنے دن رہا؟ اور بعد میں کس کو قبلہ بنایا گیا؟

جواب: مدینے میں اولاً مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس رہا، اور سولہ یا سترہ مہینے رہا، اور بعد میں

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱ص: ۴۵۶، تاریخ اسلام جلد: ۱ص: ۱۴۵

قبلہ بیت اللہ کو بنایا گیا، جو مکہ شہر میں ہے۔

غزوۂ بدر ۲ھ

سوال: غزوہ بدر کب ہوا؟

جواب: غزوہ بدر رمضان المبارک ۲ھ بروز جمعہ کو ہوا۔[1]

سوال: غزوہ بدر کو بدر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: بدر اصل میں ایک کنویں کا نام ہے اسی مناسبت سے اس گاؤں کو بھی بدر کہتے ہیں جو اس کنویں کے پاس آباد ہے، یہ لڑائی چونکہ بدر نامی جگہ میں ہوئی تھی اس لئے اس جگہ کے نام پر لڑائی کا نام رکھا گیا، غزوہ بدر یعنی بدر نامی جگہ میں ہونے والی لڑائی۔

سوال: بدر مدینے سے کتنے فاصلے پر ہے؟

جواب: بدر مدینے سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

سوال: غزوہ بدر کیوں ہوا؟

جواب: شروع رمضان میں آپ کو یہ خبر ملی کہ ابو سفیان قریش کے قافلہ تجارت کو شام سے مکہ واپس لا رہا ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے تم اس کی طرف خروج کرو عجب نہیں کہ حق جل وعلا تم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔[2]

سوال: غزوہ بدر میں آپ نے مدینہ کا حاکم کس کو مقرر کیا تھا؟

جواب: مدینہ سے جاتے وقت حضرت ابن ام مکتوم کو امام مقرر کیا لیکن مقام روحاء میں پہنچ کر ابولبابہ بن المنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔[3]

سوال: اس لڑائی میں اسلامی لشکر کی تعداد کتنی تھی اور کفار کے لشکر کے کتنی؟

---

(۱) اصح السیر ص ۸۹ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۵۲۶ (۳) اصح السیر ص: ۸۴

جواب: اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳، اور مشرکین و کفار کی تعداد ۹۵۰ تھی۔[1]

سوال: تین سو تیرہ مسلمان کس کس جماعت کے تھے اور کتنے کتنے تھے؟

جواب: یہ تین سو تیرہ مسلمان مہاجرین وانصار میں سے تھے، مہاجرین ۸۶ اور انصار دوسو ستائیس تھے۔[2]

سوال: مسلمانوں اور کفار کے سامان جنگ کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب: مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک ایک اونٹ دو دو تین آدمیوں میں مشترک تھا اور چند تلواریں تھیں مشرکین کے پاس سات سو اونٹ اور سو گھوڑے تھے۔[3]

سوال: کفار کے لشکر کا سردار کون تھا؟

جواب: کفار کے لشکر کا سردار ابو جہل تھا۔

سوال: اس غزوہ میں علم کتنے تھے اور کس کے ہاتھ میں تھے؟

جواب: اس غزوہ میں تین علم تھے ایک حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دوسرا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں اور تیسرا حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں۔[4]

سوال: مشرکین کی جماعت میں سے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کون کون نکلے تھے اور مسلمانوں کی جماعت میں سے کس کس نے ان کا مقابلہ کیا؟

جواب: مشرکین کی جماعت میں سے تین آدمی نکلے تھے۔(۱) ولید بن عتبہ (۲) عتبہ بن ربیعہ (۳) شیبہ بن ربیعہ اور مسلمانوں میں سے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ اور عبیدہ بن حارثؓ نکلے تینوں کافر مارے گئے اور عبیدہ زخمی ہو گئے ان کا پیر کٹ گیا اور فتح کے بعد لوٹتے ہوئے مقام صفراء میں انتقال کر گئے۔[5]

(۱-۲) تاریخ الاسلام جلد:۲، ص:۴۵

(۳) تاریخ اسلام جلد:۱، ص ۱۴۸، وسیرت خاتم الانبیاء ص:۶۱

(۴) اصح السیر ص:۸۴ (۵) اصح السیر ص:۹۱

سوال: اس لڑائی کا نتیجہ کیا رہا؟

جواب: اس لڑائی میں مسلمانوں کو بڑی فتح حاصل ہوئی۔

سوال: اس لڑائی میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے گرفتار کیے گئے نیز مسلمان کتنے شہید ہوئے؟

جواب: اس لڑائی میں ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور کل چودہ مسلمان شہید ہوئے، جن میں چھ مہاجرین اور ۸ انصار میں سے تھے۔

سوال: ابو جہل سردار قریش کو قتل کرنے والے کون ہیں اور اس کے سر کو تن سے جدا کرنے والے کون ہیں؟

جواب: ابو جہل کو قتل کرنے والے انصار کے دو بچے معاذ اور معوذ تھے اور ابو جہل کا سر تن سے جدا کرنے والے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔[1]

سوال: اس غزوہ میں آپ کا کیا معجزہ ظاہر ہوا؟

جواب: جب جنگ کی شدت ہوئی تو آپ نے تین مرتبہ "وشاہت الوجوہ" یہ چہرے خراب ہوئے، پڑھ کر ایک مٹھی کنکریاں زمین سے اٹھا کر قریش کی طرف پھینکی اور صحابہ کو حملے کا حکم دیا، مشت خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا لشکر آنکھیں ملنے لگا اور بڑے بڑے بہادر اور جانباز قتل اور قید ہونے لگے اور تھوڑی ہی دیر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی؟

سوال: جو کفار اس لڑائی میں مارے گئے ان کی لاشوں کا کیا کیا گیا؟

جواب: کفار کی لاشوں کو بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔[2]

سوال: بدر کے قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں نے کیا سلوک کیا؟

جواب: بدر کے قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں نے بہت اچھا سلوک کیا جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرات صحابہ خود کھجوریں کھا کر گذارہ کرتے اور ان

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۵۶۸ تا ۵۷۰

(۲) اصح السیر ص:۹۴

قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

سوال: بدر کے ان قیدیوں کی رہائی کیسے ہوئی؟

جواب: مدینہ پہنچنے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارے میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ان سب کی گردن اڑادی جائے مگر رحمت دو عالم رافت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند نہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری رائے یہ ہے کہ فدیہ لے کران کو آزاد کردیا جائے آپ کی شان رحمۃ للعالمین نے اس رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔[1]

سوال: اسیران بدر سے رہائی کے عوض کیا فدیہ وصول کیا گیا؟

جواب: اسیران بدر میں سے عام قیدیوں سے چار چار ہزار درہم اور امیروں سے چار ہزار سے زیادہ وصول کیا گیا اور جو لوگ نادار تھے فدیہ ادا نہیں کرسکتے تھے ان سے یہ شرط ٹھہری کہ مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا سکھادیں اور آزاد ہو جائیں۔[2]

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ۲ھ

سوال: سریہ عبداللہ بن جحشؓ کو کب کہاں اور کیوں روانہ کیا؟

جواب: سریہ عبداللہ بن جحشؓ کو ماہ رجب المرجب ۲ھ میں مقام نخلہ کی جانب کفار قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل وحرکت کی تحقیق کے لئے روانہ کیا تھا۔

سوال: عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھیوں کی تعداد کیا تھی؟[3]

جواب: عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی تعداد گیارہ تھی۔

سوال: اشہر حرم کون کون سے مہینے کہلاتے ہیں اور ان میں قتال کرنا کیسا ہے؟

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۵۸۴
(۲) تاریخ اسلام جلد:۲، ص:۴۷
(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۵۲۰

جواب: اشہرحرم چار مہینے کہلاتے ہیں: (۱) رجب المرجب، (۲) ذی قعدہ (۳) ذی الحجہ (۴) محرم الحرام ان مہینوں میں قتل وقتال کرنا ناجائز تھا۔[۱]

سوال: جب رجب اشہرحرم میں ہے تو پھر مسلمانوں نے کفار پر حملہ کیوں کیا؟

جواب: حقیقت میں تو اس دن رجب کی آخری تاریخ تھی لیکن حضرات صحابہ کرامؓ اس کو شعبان کی پہلی تاریخ سمجھ بیٹھے اس لئے کفار پر حملہ کردیا۔[۲]

سوال: مسلمانوں کو پہلی غنیمت کس سریہ میں حاصل ہوئی۔

جواب: اسی سریہ عبداللہ بن جحش میں۔

سوال: مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جانے والا پہلا کافر کون ہے؟

جواب: عمرو بن حضرمی پہلا مقتول ہے، جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔[۳]

سوال: مال غنیمت کسے کہتے ہیں؟

جواب: مقاتلہ اور جنگ کے بعد قہر اور غلبہ کی وجہ سے کفار کے جن اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ [اصح السیر ص: ۳۵۵]

۳ھ میں ہونے والے غزوات وسرایا وواقعات متفرقہ

۳ھ میں تین غزوات ہوئے۔ (۱) غزوہ غطفان، (۲) غزوہ احد، (۳) غزوہ حمراء الاسد اور دو سریئے روانہ فرمائے (۱) سریہ محمد بن مسلمہ، (۲) سریہ زید بن حارث۔ اس سال کے غزوات میں سب سے اہم اور مشہور غزوہ احد ہے۔

غزوہ غطفان ۳ھ

سوال: غزوہ بنی غطفان کب ہوا اور کہاں ہوا؟

جواب: غزوہ بنی غطفان ماہ صفر ۳ھ میں ہوا اور مقام نجد میں ہوا۔[۴]

سوال: اس غزوہ میں آپ کے ساتھ کتنے صحابہ نکلے تھے، اور کیا اس غزوہ میں لڑائی بھی

---

(۱) اصح السیر، ص: ۸۳ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۵۲۳

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۴۶۸، وتاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۱۵۴ (۴) اصح السیر، ص: ۹۹

ہوئی ؟

جواب: اس غزوہ میں آپ کیساتھ ۴۵۰ صحابہ نکلے تھے اور اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی۔[1]

سوال: اس غزوہ میں آپ کے خلق عظیم کا کیا واقعہ ظاہر ہوا؟

جواب: اس سفر میں ایک واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کا ایک جانی دشمن تلوار لے کر آپ کے سرہانے پہنچا اور کہا کہ بتلاؤ تم کو اب میری تلوار سے کون بچائے گا آپ نے جواب دیا اللہ بچائے گا۔ اتنا سننا تھا کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی آپ نے تلوار اٹھائی اور اس دشمن سے پوچھا کہ تجھ کو اب کون بچائے گا؟ اس کے پاس اس کے سوا کیا جواب تھا بولا کوئی نہیں آپ کو اس کی بے چارگی پر رحم آیا اور اس کو معاف کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ خود بھی مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دیتا رہا۔[2]

غزوۂ احد ۳ھ

سوال: غزوہ احد کب ہوا؟

جواب: غزوہ احد ماہ شوال ۳ھ میں ہوا۔[3]

سوال: غزوہ احد کو احد کیوں کہتے ہیں؟

جواب: غزوہ احد کو احد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لڑائی احد نامی پہاڑ کے قریب لڑی گئی۔

سوال: احد پہاڑ مدینہ سے کتنی دور ہے؟

جواب: احد پہاڑ مدینہ سے ۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[4]

سوال: غزوہ احد کیوں ہوا؟

جواب: بدر کے شکست خوردہ مشرکین نے جب کچھ ہوش سنبھالا تو انتقام لینے کی غرض سے ابوسفیان تین ہزار جوانوں کا لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کے ارادے

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص: ۶۴۵ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص: ۶۴۶

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱، ص: ۶۵۸ (۴) البدایہ والنہایہ جلد ۴، ص ۹

سے نکلا جب آپ کو ان کے حملے کی خبر ہوئی تو آپ بھی مسلمانوں کو لیکر ان کے مقابلہ کے لئے نکل پڑے۔

سوال: غزوہ احد میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی اور کافروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: غزوہ احد کے لئے مدینہ سے نکلتے وقت مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی لیکن مقام شوط سے تین سو منافق عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھ واپس ہو گئے تھے اس لئے احد پہاڑ پر لڑائی کے وقت مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی اور کافروں کی تعداد تین ہزار تھی۔

سوال: مسلمانوں اور کافروں کے سامان جنگ کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب: مسلمانوں کے پاس پچاس گھوڑے اور ایک سو زریں تھیں جب کہ کافروں کے پاس دو سو گھوڑے تین سو اونٹ سات سو زریں اور چودہ عورتیں تھیں، جو جوانوں کو جوش اور غیرت دلانے کے لئے ساتھ لائے تھے۔[1]

سوال: آپ نے جبل احد کی پشت پر کتنے صحابہ کو برائے حفاظت مقرر کیا تھا اور ان کو کیا ہدایت فرمائی تھی؟

جواب: آپ نے جبل احد کی پشت پر پچاس صحابہ کو حفاظت کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان کو ہدایت فرمائی تھی کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست مگر تم کو اپنی جگہ سے ہٹنا نہیں ہے۔[2]

سوال: غزوہ احد میں علم کس کے پاس تھا؟

جواب: حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس۔[3]

سوال: غزوہ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

جواب: غزوہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور ۲۲ یا ۲۳ کافر مارے گئے۔[4]

سوال: آپ کے چچا حضرت حمزہ کو کس نے شہید کیا اور کیسے شہید کیا؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۶۶۶ و اصح السیر ص:۱۰۳ (۲) اصح السیر ص:۱۰۳

(۳) اصح السیر ص:۱۰۶ (۴) تاریخ الاسلام جلد:۲، ص:۶۰، و سیرۃ المصطفیٰ جلد ، ص:۷۱۵

جواب: آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کو وحشی بن حرب جو جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا نے پیچھے سے نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔[۱]

سوال: جس عورت نے حضرت حمزہ کا مثلہ کیا تھا وہ کون عورت تھی؟

جواب: وہ عورت ہندہ بنت عتبہ تھی جو کافروں کے سردار ابوسفیان کی بیوی تھی۔[۲]

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس کافر نے حملہ کیا تھا اور اس کا انجام کیا ہوا؟

جواب: عبداللہ بن قِمیّہ جو قریش کا مشہور پہلوان تھا، اس نے آپ پر اس زور سے حملہ کیا کہ آپ کا چہرۂ انور زخمی ہو گیا جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کر دیا جس نے ابن قمیہ کو اپنے سینگوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔[۳]

سوال: اس غزوہ میں آپ کے ہاتھ سے کون کافر مارا گیا؟

جواب: ابی بن خلف اس غزوہ میں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور مکہ پہنچنے سے قبل راستے میں مر گیا۔[۴]

سوال: اس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوئی یا شکست؟

جواب: اولاً مسلمان فتحیاب ہو رہے تھے لیکن بعد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔

سوال: اس غزوہ میں مسلمانوں کو شکست کیوں ہوئی؟

جواب: باہمی اختلافات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے شکست ہوئی۔

واقعات متفرقہ ۳ھ

سوال: سن ۳ ہجری میں کیا اہم واقعات پیش آئے؟

جواب: سن ۳ ہجری میں چند واقعات رونما ہوئے۔

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۷۴ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۲۹۴

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱ ص ۲۸۳ (۴) تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۱۶۴

(۱) حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ سے نکاح آپ نے اسی سال کیا۔

(۲) اسی سال ۱۵ رمضان المبارک کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(۳) اسی سال ماہ شوال میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔[۱]

سنہ ۴ھ میں دو غزوات پیش آئے: غزوۂ بنی نضیر اور بدر صغریٰ، اور چار سریئے بھیجے گئے: سریہ ابوسلمہؓ، سریہ عبداللہ بن انیسؓ، سریہ منذرؓ، سریہ مرتد ا۔ ان دونوں غزوات میں مشہور غزوہ بنو نضیر ہے۔ اور سرایا میں سریۂ منذر مشہور ہے۔

غزوۂ بنی نضیر

سوال: غزوہ بنی نضیر کب ہوا؟

جواب: غزوہ بنی نضیر ربیع الاول سنہ ۴ھ میں ہوا۔[۲]

سوال: اس غزوہ کی کیا وجہ بنی؟

جواب: آپ بنونضیر کے پاس کسی غرض سے تشریف لے گئے جا کر آپ ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے بنونضیر نے بظاہر خندہ پیشانی سے جواب دیا لیکن اندرونی طور پر مشورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر آپ کے اوپر ایک بھاری پتھر گرادے تاکہ آپ دب کر مر جائیں لیکن آپ کو اللہ نے ان کی شرارت سے مطلع فرمادیا آپ وہاں سے اٹھ آئے اور بنونضیر پر حملہ کا حکم دیا۔[۳]

سوال: اس غزوہ میں لڑائی ہوئی؟

جواب: نہیں بلکہ آپ نے جب ان پر چڑھائی کی تو بنونضیر نے اپنے قلعوں میں گھس کر دروازے بند کر لئے کچھ دن آپ نے محاصرہ میں رکھا بالآخر خائب وخاسر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے۔

سوال: آپ نے ان کو کتنے دن محاصرہ میں رکھا اور ان کی کیا سزا تجویز فرمائی؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص: ۷۳۲ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص: ۷۴۵

(۳) تاریخ اسلام جلد:۱، ص: ۱۷۲

جواب: بنو نضیر کو پندرہ دن محاصرہ میں رکھا اور ان کے لئے جلاوطنی کی سزا تجویز فرمائی۔[۱]

سوال: بنو نضیر کہاں جا کر آباد ہوئے؟

جواب: کچھ خیبر میں اور کچھ ملک شام میں جا کر آباد ہوئے۔[۲]

غزوہ بدر صغریٰ ۴ھ

سوال: غزوۂ بدر صغریٰ کب ہوا اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ کتنے صحابہ تھے؟

جواب: غزوہ بدر صغریٰ ماہ شعبان ۴ھ میں ہوا اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ پندرہ سو صحابہ تھے۔[۳]

سوال: اس غزوہ کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: غزوہ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ سال آئندہ بدر میں لڑائی ہوگی اسی بنا پر آپ صحابہ کو لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے آٹھ روز بدر میں قیام فرمایا لیکن ابوسفیان مقابلے کے لئے بدر نہیں پہنچا تو آپ بلا جدال وقتال واپس آ گئے۔[۴]

سریہ منذر بجانب بئر معونہ ۴ھ

سوال: سریہ منذر آپ نے کب اور کہاں روانہ کیا؟

جواب: سریہ منذر کو آپ نے ماہ صفر ۴ھ میں مقام نجد کی طرف روانہ کیا۔[۵]

سوال: اس سریئے کو آپ نے کیوں روانہ کیا؟

جواب: اس سریئے کو آپ نے اہل نجد کی تبلیغ کے لئے روانہ کیا تھا۔

سوال: اس سریہ میں صحابہ کی تعداد کیا تھی اور ان کا سردار کون تھا؟

جواب: صحابہ کی تعداد ستر تھی اور ان کے سردار منذر بن عمر ساعدی تھے۔

سوال: ان صحابہ کو اہل نجد کی طرف تبلیغ کے لئے کیوں روانہ فرمایا اور انہوں نے صحابہ

(۱-۲) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۱۷۲ — (۳) اصح السیر ص:۱۲۸

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۲۵۷ — (۵) اصح السیر ص:۱۱۸

کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ماہ صفر ۴ھ میں ایک شخص جس کا نام عامر بن مالک تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر چند صحابہ کو دعوت اسلام کی غرض سے اہل نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے آپ نے کہا کہ مجھے اہل نجد کی طرف سے خطرہ ہے، عامر بن مالک نے کہا کہ میں ضامن ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت جو نہایت مقدس اور پاکباز جماعت تھی روانہ فرمائی یہ جماعت جب بئر معونہ پر پہنچی تو عامر بن طفیل نے کچھ قبیلوں کے ساتھ مل کر سب صحابہ کو شہید کر ڈالا۔

سوال: اس سال کے سرایا میں سریہ منذر مشہور کیوں ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس سریہ میں صحابہ کی ایک مقدس جماعت جو اہل نجد میں تبلیغ کے لئے گئی تھی، شہید کر دی گئی۔

واقعات متفرقہ ۴ھ

سوال: سن ۴ ہجری میں کیا واقعات رونما ہوئے؟

جواب: سن ۴ ہجری میں چند واقعات رونما ہوئے۔

(۱) اسی سال ماہ شعبان میں امام حسین پیدا ہوئے۔

(۲) اسی سال ماہ جمادی الاول میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے صاحبزادے عبداللہ کی وفات ہوئی۔

(۳) اسی سال ماہ شوال میں آپ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔

(۴) مشہور قول کے بنا پر حجاب (پردہ) کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

[ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۷۵۳]

۵ھ میں پانچ غزوات پیش آئے: غزوہ ذات الرقاع، دومۃ الجندل، بنی المصطلق، غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ۔

غزوہ مریسیع یا بنی المصطلق ۲/ شعبان ۵ھ

سوال: غزوہ بنی المصطلق کب ہوا؟

جواب: ۲/ شعبان یوم دوشنبہ ۵ھ میں ہوا[1]

سوال: اس غزوہ کا کیا سبب ہوا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کی قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار نے بہت سی فوج جمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی ہے، اس لئے آپ صحابہ کو لے کر ۲/ شعبان یوم دوشنبہ کو مریسیع کی طرف روانہ ہوئے۔[2]

سوال: کیا اس غزوہ میں منافقین بھی ساتھ تھے؟

جواب: جی ہاں اس غزوہ میں منافقین بھی ساتھ نکلے تھے جو پہلے غزوات میں ساتھ نہیں جاتے تھے۔[3]

سوال: منافقین اس غزوہ میں کیوں شریک ہوئے؟

جواب: چونکہ لگاتار مسلمانوں کو فتح و کامیابی حاصل ہو رہی تھی لہذا اس مرتبہ مال غنیمت کے لالچ میں منافقین بھی ساتھ ہو لئے تھے۔

سوال: ازواج مطہرات میں سے کون کون سی زوجہ اس غزوہ میں آپ کے ساتھ تھیں؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہؓ۔[4]

سوال: اس غزوہ میں علم بردار کون تھے؟

جواب: اس غزوہ میں مہاجرین و انصار کے علم جدا جدا تھے، انصار کا علم حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا، اور مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں تھا۔[5]

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۷۵۵ — (۲-۳) اصح السیر ص: ۱۴

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۷۵۵ — (۵) تاریخ اسلام جلد ۱ ص: ۱۷۵

سوال: اس غزوہ میں جاتے وقت مدینہ کا خلیفہ آپ نے کس کو بنایا تھا؟

جواب: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو۔[۱]

سوال: اس غزوہ میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

جواب: اس غزوہ میں دس کافر مارے گئے اور اللہ کے فضل سے کوئی مسلمان شہید نہ ہوا۔[۲]

سوال: اس سفر میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا؟

جواب: جی ہاں اس سفر میں کئی واقعات پیش آئے۔

(۱) حضرت جویریہؓ سے آپ نے نکاح اسی سفر کیا۔

(۲) اس سفر میں چونکہ منافقین ساتھ تھے جو ہر موقع پر اپنی فتنہ پردازی اور شر انگریزی کا مظاہرہ کرتے تھے چنانچہ ایک چشمہ پر ایک انصاری صحابی اور ایک مہاجر صحابی کا جھگڑا ہو گیا، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو بولنے کا موقع مل گیا اور کہا یہ لوگ (مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے خدا کی قسم مدینہ جا کر تمام مہاجرین کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا۔

(۳) واقعہ افک، یعنی حضرت عائشہ کے ہار گم ہونے اور ان پر تہمت لگنے کا واقعہ بھی اسی سفر میں پیش آیا۔[۳]

سوال: اس غزوہ کو بنی المصطلق یا مریسیع کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس غزوہ میں بنی المصطلق کے یہودیوں سے لڑائی ہوئی تھی، اس لئے اس کا نام غزوہ بنی المصطلق ہو گیا اور چونکہ یہ لڑائی مقام مریسیع پر ہوئی تھی اس وجہ سے اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔[۴]

غزوہ خندق یا احزاب ۵ھ

سوال: غزوہ خندق کب ہوا؟

جواب: غزوہ خندق ذی قعدہ ۵ھ میں ہوا۔[۵]

(۱-۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۷۵۵

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۶۴

(۴) اصح السیر ص:۱۳۰

(۵) سیرت خاتم الانبیاء ص:۷۳

سوال: اس غزوہ کا سبب کیا ہوا؟

جواب: یہ تو معلوم ہی ہے کہ بنو نضیر کو مدینہ سے نکال دیا گیا تھا، اس لئے انہوں نے قریش مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ اور جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس لڑائی میں اور قبیلوں کو بھی اپنے ساتھ کر لیا اس طرح ابوسفیان دس ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں کے استیصال اور فنا کر ڈالنے کے ارادہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا آپ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے بھی جنگ کرنے کی تیاری شروع کی۔

سوال: اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی اور کافروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کافروں کی تعداد اولاً دس ہزار تھی پھر اور قبیلے بھی کافروں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔[1]

سوال: اس غزوہ کو غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس غزوہ میں چونکہ حفاظت کے لئے مسلمانوں نے خندقیں کھودی تھیں، اس لے اس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں۔

اور چونکہ بہت سے قبائل اور جماعتیں متفق ہو کر اس غزوہ میں مسلمانوں کو فنا کرنے کے لئے آئی تھیں اس لئے اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں کیونکہ احزاب کے معنی ہیں جماعتیں۔[2]

سوال: اس غزوہ میں خندق کیوں کھودی گئی؟

جواب: چونکہ اس مرتبہ دشمن کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان کے مقابلہ میں مسلمان صرف تین ہزار تھے اس لئے کھلے میدان میں مقابلہ مناسب نہ تھا اس لئے یہ طے ہوا کہ مدینہ میں رہ کر ہی دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور مدینہ کے اردگرد خندق کھود دی جائیں تا کہ کفار اندر نہ آ سکیں۔

سوال: خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا تھا، اور کیا خندق کھودنا اہل عرب کا طریقہ تھ؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا اور خندق کھودنا اہل عرب کا طریقہ نہ تھا، بلکہ اہل فارس کا طریقہ تھا۔[3]

(۱) تاریخ اسلام جلد ۲، ص: ۶۵ (۲) اصح السیر ص: ۴۲ (۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد ، ص: ۹۲:۷

سوال: مسلمان خندقیں کھود کر کتنے دن میں فارغ ہوئے اور خندقیں کس قدر گہری کھودی گئی؟

جواب: مسلمان خندقیں کھود کر چھ یوم میں فارغ ہوئے اور خندقیں اس قدر گہری کھودی گئیں کہ تری نکل آئی۔[1]

سوال: خندق کے پار کافروں کا کتنے دن محاصرہ رہا اور اس دوران کچھ جنگ بھی ہوئی؟

جواب: خندق کے پار کافروں نے پندرہ روز محاصرہ رکھا مگر اس دوران دست بدست لڑائی اور مقابلے کی نوبت نہیں آئی صرف طرفین سے تیراندازی ہوتی رہی۔

سوال: اس محاصرہ کا خاتمہ کیسے ہوا؟

جواب: پندرہ روز کے عرصہ میں کفار کا سامان رسد بھی ختم ہو گیا، اس کے علاوہ خدا نے لطائف غیبی سے امداد کا ایک عجیب ذریعہ یہ پیدا کیا کہ بنی غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود بن عامر نے ایک تدبیر کی جس سے قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور کفار کی طاقت کمزور پڑ گئی۔

پھر خدا کی طرف سے دوسری امداد یہ ہوئی کہ ایک سخت طوفان آیا جس سے قریش کے تمام ڈیرے اکھڑ گئے؟ اور گرد و غبار اڑ اڑ کر آنکھوں میں بھرنے لگا جس سے کفار کا تمام لشکر خائب و خاسر واپس ہوا۔

سوال: اس غزوہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

جواب: اس غزوہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے۔[2]

غزوہ بنو قریظہ ۵ھ

سوال: غزوہ بنو قریظہ کب ہوا؟

جواب: غزوہ بنو قریظہ غزوہ خندق کے فوراً بعد سن ۵ھ میں ہوا۔

سوال: غزوہ بنو قریظہ کیوں ہوا؟

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۷۹۲ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۸۰۲

جواب: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور بنو قریظہ کے درمیان پہلے سے معاہدہ تھا، غزوہ خندق کے موقع پر جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے، تو بنو قریظہ رسول اللہ سے عہد توڑ کر، قریش کے ساتھ مل گئے، یہ عہد شکنی ہی اُن پر حملہ کا سبب بنی۔

سوال: اس موقع پر اسلامی علم کس کے پاس تھا، اور مدینہ کا خلیفہ کون تھا؟

جواب: اسلامی علم حضرت علی کے پاس تھا، اور مدینہ کے خلیفہ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تھے۔

سوال: بنو قریظہ کے ساتھ آپ نے کیا معاملہ کیا؟

جواب: اولاً رسول اللہ نے حضرت علی کو اسلامی علم دے کر بنو قریظہ کی طرف روانہ کیا، جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو یہود نے اُن کو کھلم کھلا گالیاں دیں، اس کے بعد آپ ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے، اور ان کا محاصرہ کیا، پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا، آخر کار مجبور ہو کر بنو قریظہ نے آپ سے درخواست کی قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو ہمارا فیصل بنایا جائے، وہ جو فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے، حضرت سعد بن معاذ نے ان کی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا کہ لڑنے والے یعنی مرد قتل کئے جائیں، عورتیں اور بچے لونڈی اور غلام بنالئے جائیں اور ان کا تمام مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے، چناں چہ اس فیصلے پر عمل کیا گیا۔

سوال: کیا اس لڑائی میں کوئی مسلمان بھی شہید ہوا؟

جواب: جی ہاں! اس لڑائی میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

واقعات وغزوات ۶ھ

۶ھ میں تین غزوات پیش آئے: غزوہ بنی لحیان، غزوہ غابہ جس کو ذی قرد بھی کہا جاتا ہے، غزوہ حدیبیہ۔ اس سال کے واقعات میں واقعہ حدیبیہ زیادہ اہم ہے۔

عمرۃ الحدیبیہ ۶ھ

سوال: حدیبیہ کس چیز کا نام ہے؟

جواب: حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے نو میل کے فاصلے پر ہے۔[۱]

سوال: عمرہ حدیبیہ کا سبب کیا ہوا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے کچھ اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کی کلید (چابی) اپنے قبضے میں لی، بعض اصحاب نے حلق کیا اور بعض اصحاب نے قصر اس خواب کو آپ نے اپنے اصحاب سے بیان کیا اور عمرہ کی تیاری شروع کردی۔[۲]

سوال: عمرہ حدیبیہ کے لئے آپ کب روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ کتنے صحابہ تھے؟

جواب: عمرہ حدیبیہ کے لئے آپ یوم دوشنبہ یکم ذی قعدۃ الحرام ۶ھ کو روانہ ہوئے۔[۳] اور تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ساتھ تھے۔[۴]

سوال: مدینہ سے نکل کر آپ نے کہاں قیام کیا؟

جواب: مدینہ سے نکل کر آپ نے مقام حدیبیہ میں قیام کیا۔

سوال: حدیبیہ پہنچ کر آپ نے پہلا کام کیا کیا؟

جواب: آپ نے مقام حدیبیہ میں قیام کرنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ حضرت عثمان کو بلا کر حکم دیا کہ ابوسفیان اور روسائے مکہ کو ہمارا پیام پہنچا دو کہ ہم محض عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں ہمارا مقصد قتال نہیں ہے اس لئے ہمیں مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

سوال: رؤسائے مکہ نے حضرت عثمان کو کیا جواب دیا؟

جواب: تمام رؤسائے مکہ نے حضرت عثمان کو جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صلی

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۸۳۱ (۲) اصح السیر ص:۱۶۷

(۳-۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱،ص:۸۳۰

اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے اگر تم چاہو تو تنہا طواف کرلو، حضرت عثمان نے جواب دیا کہ میں تنہا طواف نہیں کرسکتا یہ سن کر قریش خاموش ہو گئے، اور حضرت عثمان کو روک لیا۔

سوال: بیعت رضوان کیا ہے؟

جواب: قریش مکہ نے جب حضرت عثمان کو روک لیا تو مسلمانوں میں ایک غلط خبر مشہور ہوگئی کہ قریش مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہیں لوں گا، یہاں سے نہیں ہٹوں گا اور وہیں کیکر کے درخت کے سایہ میں جہاں آپ فروکش تھے صحابہ سے بیعت لینی شروع کر دی یعنی آپ نے صحابہ سے یہ معاہدہ لیا کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد کریں گے مرجائیں مگر بھاگیں گے نہیں۔[1]

سوال: سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر کس صحابی نے بیعت کی نیز وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر تین مرتبہ بیعت کی؟

جواب: سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت ابوسفیان اسدی نے کی اور وہ صحابی جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔[2]

سوال: اس بیعت کا نام بیعت رضوان کیوں ہے؟

جواب: رضوان کے معنی خوشنودی کے ہیں چونکہ اس بیعت پر اللہ کی طرف سے خوشنودی کا تمغہ عنایت ہوا اس وجہ سے اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اس کے متعلق ارشاد ہے: **لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین الآیۃ** (سورۃ الفتح)[3]

سوال: کیا بیعت رضوان کے بعد صحابہ نے قریش مکہ کے ساتھ جنگ کی؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۸۳۳ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۱، ص: ۸۳۴

(۳) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۷۳

جواب: جی نہیں کیونکہ آپ مدینہ سے قتال کے لئے نہیں عمرہ کے لئے نکلے تھے، صحابہ سے جہاد کی بیعت اس لئے لی گئی تھی کہ آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ قریش نے حضرت عثمان غنی کو قتل کر دیا ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اس لئے جنگ نہیں ہوئی۔

سوال: قریش پر بیعت رضوان کا کیا اثر ہوا؟

جواب: قریش کو جب بیعت کا علم ہوا تو مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور سہیل بن عمرو کو صلح کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ رسول اللہ اور قریش میں صلح ہو گئی۔

سوال: اس صلح میں کیا کیا شرطیں طے ہوئیں؟

جواب: اس صلح میں مندرجہ ذیل شرطیں طے ہوئیں:

(۱) دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی۔ (۲) قریش میں کا جو شخص مدینہ جائے گا وہ واپس کرنا ہوگا اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے۔ (۳) جو شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آئے گا اس کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ (۴) اس درمیان کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہیں اٹھائے گا اور نہ کوئی ایک دوسرے سے خیانت کرے گا۔ (۵) مسلمان امسال عمرہ کئے بغیر مدینہ واپس ہو جائیں مکہ میں داخل نہ ہوں اور سال آئندہ بھی صرف تین دن مکہ میں رہ کر عمرہ کر کے واپس ہو جائیں سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں، اور تلواریں بھی نیام میں ہوں [1]

سوال: مذکورہ تمام شرائط تو مسلمانوں کے خلاف تھیں پھر ان کو منظور کیوں کیا گیا؟

جواب: خدا کا یہی حکم تھا اور اس کو اللہ نے فتح قرار دیا، چنانچہ سورۃ الفتح اس بارے میں نازل ہوئی۔

سوال: آپ نے حدیبیہ میں کتنے دن قیام فرمایا؟

جواب: آپ نے حدیبیہ میں دو ہفتہ قیام فرمایا۔[2]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۸۴۰ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۱، ص:۸۴۳

بادشاہان عالم کو دعوت اسلام کے خطوط

سوال: صلح حدیبیہ کے بعد آپ کس کام میں مشغول ہوئے اور کیوں ہوئے؟

جواب: حق جل شانہ نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا اور فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیز کو کھول دینے کے ہیں، عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوت اسلام کا دروازہ بند تھا اس صلح نے اس دروازے کو کھول دیا۔

اب وقت آیا کہ اللہ کا پیغام اس کے تمام بندوں کو پہونچا دیا جائے اور اسلام کے عظیم الشان دستر خوان پر دعوت اور صدائے عام دی جائے اس وجہ سے آپ نے حدیبیہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجہ ۶ ھ میں بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا قصد فرمایا۔[1]

سوال: کن کن بادشاہوں کے پاس اسلام لانے کے لئے خطوط بھیجے گئے اور کن کن کے ذریعہ سے، وہ بادشاہ کہاں کے تھے، اور انہوں نے کیا کیا جواب دیئے بیان کیجئے؟

جواب: مندرجہ ذیل نقشہ سے ہر ایک کا جواب سمجھ لیا جائے۔

نمبر	بادشاہ کا نام	کہاں کا بادشاہ تھا	خط کون لے کر گیا	جواب اور نتیجہ
۱	اصحمہ نجاشی لقب	ملک حبشہ	حضرت عمرو بن امیہ الضمری ؓ	نہایت خوشی سے اسلام قبول کیا نامہ مبارک کو آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا
۲	ہرقل	روما یعنی اٹلی	حضرت دحیہ کلبیؓ	اسلام لانیکا ارادہ کرلیا، مگر رعیت کے بگڑنے جانے کے خوف سے رک گیا اور جواب دیا کہ میں سچ جانتا ہوں مگر مجبور ہوں

(۱) (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۲، ص:۱۹)

۳	خسرو پرویز	ایران افغانستان وغیرہ	حضرت عبداللہ بن حذافہؓ	بدبخت نے نامہ مبارک کو چاک کر دیا حضور نے فرمایا خدا اس کے ملک کے اسی طرح ٹکڑے کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
۴	جریج لقب مقوقس	مصر و اسکندریہ	حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ	آپ کا نامہ مبارک دیکھ کر اس کے دل میں بھی اسلام کی حقانیت پیدا ہوگئی، چنانچہ آپ کے والا نامہ کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں بند کرا کے بحفاظت خزانے میں رکھوا دیا اور آپ کے نام ایک خط لکھا ایک ہزار دینار، اور بیس جوڑے بھی ہدیے میں بھیجے؛ لیکن ایمان نہیں لایا۔
۵	جُیفر اور عبداللہ پسران جلندی	عمان	حضرت عمرو بن عاصؓ	دونوں بھائی مسلمان ہوگئے، اور اس وقت رعایا سے زکوٰۃ کا مال جمع کیا اور حضرت عمرو بن عاص کے سپرد کر دیا۔
٦	مُنذِر بن ساوی	بحرین	حضرت علاء بن حضرمیؓ	آپ کا خط لے کر اسلام کی حقانیت دل میں جگہ کر گئی اور کہا کہ اس دین کے قبول کرنے سے کیا شی مانع ہوسکتی ہے جسے قبول کرنے سے زندگی کی تمنائیں اور موت کی راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسلام قبول کرلیا۔

۷	حارث بن ابی شمر غسانی	حاکم دمشق وگورنر شام	حضرت شجاع بن وہاب اسدیؓ	آپ کا خط دیکھ کر بہت برہم ہوا اور اسلام کی دولت سے محروم رہا۔
۸	ہوذہ بن علی	یمامہ	حضرت سلیط بن عمرؓ	آپ کا خط پڑھ کر اور حضرت سلیط کی تقریر سن کر جواب دیا کہ اگر مجھ کو اختیارات دیئے جائیں تو میں ایمان لے آؤں گا مگر شرط قبول نہ ہوئی اس لئے ایمان نہیں لایا

نوٹ: ان کے علاوہ اور خطوط بھی آپ نے سلاطین دنیا کے نام بھیجے ہیں جن کا ذکر سیرت کی بڑی کتابوں میں ہے۔ [ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ واصح السیر ، وتاریخ الاسلام]

سوال: شاہان عالم کے نام جو خطوط آپ نے ارسال فرمائے اس میں کس چیز کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: ان خطوط روانہ کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور پرنور کی نبوت ورسالت فقط عرب کے امیین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن وانس یہود ونصاریٰ مشرکین ومجوس سب کے لئے ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے، **قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** [سورۃ الاعراف ۷/ ۱۵۸]

سوال: کیا حضور کے ان خطوط پر کوئی مہر بھی لگی ہوئی تھی؟

جواب: جی ہاں ان خطوط پر مہر لگی ہوئی تھی کیونکہ جس خط پر مہر نہ ہو اس کو معتبر نہیں سمجھا جاتا۔

سوال: رسول اللہ کی مہر کیسی تھی؟

جواب: آپ کی مہر کا حلقہ اور نگینہ چاندی کا تھا اور اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، سب سے نیچے محمد اور سب سے اوپر اللہ اور درمیان میں رسول اللہ، نقشہ یہ

ہے: [1]

اللہ
رسول
محمد

سوال: ۶ھ میں کچھ سرایا روانہ کئے گئے؟

جواب: جی ہاں اس سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سرایا بھی روانہ فرمائے، جن میں سے اکثر بحمد اللہ کامیاب رہے۔

غزایا و سرایا ۷ھ

غزوہ خیبر ۷ھ

سوال: غزوہ خیبر کے لئے آپ کب روانہ ہوئے؟

جواب: غزوہ خیبر کے لئے ماہ محرم الحرام ۷ھ میں روانہ ہوئے۔

سوال: غزوہ خیبر کیوں ہوا؟

جواب: مکہ کے بعد مسلمانوں کی عداوت ومخالفت کا سب سے بڑا مرکز خیبر تھا، کیونکہ بنونضیر اور بنوقریظہ جلاوطن ہوکر خیبر ہی میں مقیم تھے اور یہود کے تمام طاقت ور قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے میں مصروف تھے اور مسلمانوں کے استیصال کی تیاری انہوں نے شروع کردی تھی آپ یہودیوں کی ان تیاریوں کا حال سن کر ان کے مقابلے کے لئے نکلے تاکہ دشمنان اسلام کے شر سے مسلمانوں کو امن ملے۔

سوال: اس غزوہ میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کیا تھی، اور ام المؤمنین میں سے کون ساتھ تھیں؟

جواب: اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً سولہ سو تھی چودہ سو پیادے اور دو سو سوار تھے، ام المؤمنین میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔

سوال: اس غزوہ میں جاتے وقت مدینہ کا خلیفہ کس کو بنایا گیا؟

جواب: حضرت سباع بن ابی عرفطہ کو۔ [2]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۲۱ (۲) اصح السیر ص:۱۸۵

سوال: اس لڑائی کا کیا نتیجہ رہا؟

جواب: اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور یہود کے تمام قلعوں پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔

سوال: جب خیبر فتح ہوگیا تو یہود کو خیبر سے نکال دیا گیا یا ان سے کچھ معاہدہ ہوا تھا اور وہ کیا تھا؟

جواب: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کرلیا تو آپ نے یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن یہود نے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی ہم کو ہماری سرزمین ہی میں رہنے دیجئے ہم آپ سے یہ معاہدہ کرتے ہیں کہ ہم جو زراعت کریں گے اس کا آدھا حصہ آپ کو ادا کردیا کریں گے آپ نے یہ معاہدہ منظور فرمالیا۔ آپ نے معاہدہ میں ایک بات کا اضافہ اور فرمایا وہ یہ کہ جب تک ہم چاہیں گے اس وقت تک ہم خیبر میں تم کو رکھیں گے اور جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکلنا ضروری ہوگا انہوں نے اس کو بھی منظور فرمالیا۔

سوال: خیبر میں آپ نے کن کن چیزوں سے منع کیا؟

جواب: خیبر میں آپ نے چند چیزوں سے منع کیا: (۱) اہلی گدھوں کے گوشت سے منع کیا (۲) مال غنیمت جب تک تقسیم نہ ہوجائے اس کے بیچنے سے منع فرمایا۔ (۳) قیدیوں میں اگر حاملہ عورت ہو تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے منع فرمایا۔ (۴) نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

سوال: اس سفر میں کیا اہم واقعات پیش آئے؟

جواب: اس سفر میں چند واقعات پیش آئے!

(۱) ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب سے آپ نے نکاح فرمایا۔

(۲) آپ کو زہر دینے کا واقعہ بھی اسی سفر میں پیش آیا۔

(۳) حضرت ابوہریرہ اور ان کے رفقاء نے اسلام قبول کیا۔

(۴) مہاجرین حبشہ کی واپسی بھی اسی دن ہوئی جس دن آپ نے خیبر فتح کیا۔

سوال: اس غزوہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے . . کتنے کافر مارے گئے؟

اور ترانوے کافر مارے گئے۔

جواب: اس غزوہ میں چودہ یا پندرہ مسلمان شہید ہوئے

سوال: خیبر کو فتح کرنے میں تو سب مسلمان آپ کے ساتھ شریک تھے پھر حضرت علیؓ کو فاتح خیبر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: خیبر کے قلعوں میں قلعہ قموص سب سے مضبوط قلعہ تھا یہ قلعہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا اس کے علاوہ اس فتح میں حضرت علیؓ کی ایک بہادری یہ بھی ظاہر ہوئی کہ حضرت علی نے باب خیبر کو تنہا ہاتھ سے اکھاڑ دیا حالانکہ ستر آدمی اس کو ہلانے سے عاجز تھے اس وجہ سے حضرت علیؓ کو فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔[1]

فتح فدک ۷ھ

سوال: اہل فدک پر کب چڑھائی کی گئی؟

جواب: اسی سفر میں خیبر کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے فدک کا رخ کیا۔

سوال: کیا اہل فدک کے ساتھ لڑائی ہوئی؟

جواب: جی نہیں! اہل فدک کو جب خیبر کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ جس طرح اہل خیبر سے صلح ہوئی اسی طرح ہم سے بھی صلح کر لی جائے۔

سوال: فدک میں کون لوگ آباد تھے؟

جواب: فدک میں یہودی آباد تھے۔[2]

عمرۃ القضاء ۷ھ

سوال: عمرۃ القضاء کیا ہے؟

جواب: سال گذشتہ حدیبیہ میں قریش سے یہ طے ہوا تھا کہ امسال عمرہ کئے بغیر چلے جائیں اور سال آئندہ عمرہ کے لئے آئیں، اس بنا پر آپ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ اس عمرہ کی قضا کے لئے روانہ ہوں چنانچہ آپ نے حضرات صحابہ کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا اسی کا نام عمرۃ القضا ہے۔

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۵۲ تا ۵۹، اصح السیر ص: ۱۸۳ تا ۱۹۶

(۲) اصح السیر ص: ۲۱۰

سوال: عمرۃ القضا کے لئے آپ کب روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ کتنے صحابہ تھے؟

جواب: عمرۃ القضا کے لئے آپ ذی قعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ دو ہزار صحابہ تھے۔

سوال: اس دوران آپ نے مکہ میں کتنے دن قیام کیا؟

جواب: صرف تین یوم

سوال: اس سفر میں آپ نے ام المؤمنین میں سے کن کیساتھ نکاح کیا؟

جواب: حضرت میمونہ بنت حارث کے ساتھ [1]

سوال: ۷ھ میں آپ نے کچھ سرایا بھی روانہ فرمائے؟

جواب: جی ہاں ۷ھ میں آپ نے بعض سرایا روانہ فرمائے مثلاً سریہ ابوبکر نجد کی طرف سریہ بشر بن سعد بنی عمرہ کی طرف، سریہ اخرم بنی سلیم کی طرف، وغیرہ غیرہ جو بحمدہ تعالیٰ کامیاب واپس ہوئے۔[2]

۸ھ میں چار اہم غزوات پیش آئے: غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حُنین غزوۂ طائف

غزوۂ موتہ ۸ھ

سوال: غزوہ موتہ کب ہوا؟

جواب: غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔

سوال: غزوہ موتہ کیوں ہوا اور اس میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی اور دشمن کے لشکر کی تعداد کیا تھی؟

جواب: رسول اللہ نے جب سلاطین دنیا کے نام خطوط روانہ فرمائے تو آپ نے حارث بن عمر کے ہاتھ شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا حارث بن عمر جب آپ کا خط لے کر مقام موتہ پر پہنچے تو شرجیل نے حارث کو قتل کر دیا اس وجہ سے آپ نے تین ہزار کا لشکر موتہ کی طرف روانہ فرمایا

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۹۲-۹۳ (۲) اصح السیر ص:۲۱۶

جب کہ شرحبیل نے ڈیڑھ لاکھ فوج فراہم کی تھی۔[1]

سوال: موتہ مدینہ سے کتنے فاصلہ پر ہے؟

جواب: موتہ مدینہ سے شام کی جانب چار منزل کے فاصلے پر ملک شام میں واقع ہے۔

سوال: اس غزوہ میں اسلامی لشکر کے سردار کون تھے؟

جواب: آپ نے اولاً لشکر کا امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ امیر لشکر ہوں گے اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ سردار لشکر ہوں گے اور اگر عبداللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنالیں۔[2]

سوال: لشکر روانہ کرتے وقت آپ نے لشکر کو کیا کیا وصیتیں فرمائیں اور لشکر کو روانہ کرنے مدینہ سے باہر کہاں تک تشریف لائے؟

جواب: آپ لشکر کو روانہ کرتے وقت ثنیۃ الوداع تک تشریف لائے اور یہاں ٹھہر کر لشکر کو مندرجہ ذیل وصیتیں فرمائیں:

(۱) ہر حال میں تقوی اور پرہیزگاری ملحوظ رکھیں۔

(۲) غدر اور خیانت نہ کریں۔

(۳) بچہ، عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں۔

سوال: اس لڑائی کا کیا نتیجہ رہا؟

جواب: مسلمانوں کو فتح ہوئی البتہ نامزد تینوں سردار (حضرت زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ) یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے، ان کے بعد جھنڈا حضرت خالد بن ولید نے سنبھالا اور لڑنا شروع کیا حتی کہ میدان جیت لیا۔[3]

سوال: اس غزوہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

جواب: اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔[4]

---

(۱) تاریخ الاسلام جلد:۲ ص:۸۲ (۲) اصح السیر ص:۲۳۶

(۳) اصح السیر ص:۲۳۷ (۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲ ص:۱۰۹

سوال: اس غزوہ میں آپ کا کیا معجزہ ظاہر ہوا؟

جواب: جس روز میدان موتہ میں غازیان اسلام مدینہ سے سینکڑوں کوس کے فاصلے پر مصروف جنگ تھے اسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں الہام الٰہی کے ذریعہ تمام حالات جنگ کی اطلاع ہوئی آپ نے اسی وقت تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھ کر میدان جنگ کا تمام نقشہ صحابہ کے سامنے بیان کر دیا کیونکہ میدان کارزار آپ کے سامنے تھا۔[1]

سوال: اس غزوہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو نبی پاک کی طرف سے کیا لقب ملا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت خالد کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب ملا چنانچہ اسی روز سے حضرت خالد سیف اللہ کے نام سے پکارے جانے لگے۔[2]

سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت جعفر کو کیا لقب عطا ہوا اور کیوں؟

جواب: نبی پاک کی طرف سے حضرت جعفرؓ کو طیار کا لقب ملا کیونکہ حضرت جعفر کے دونوں باز لڑتے لڑتے کٹ گئے تھے اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حضرت جعفر کو دو باز و مرحمت فرمائے ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں اسی روز سے حضرت جعفر ذوالجناحین اور طیار کے لقب سے موسوم ہوئے۔[3]

فتح مکہ ۸ھ

سوال: مکہ کب فتح ہوا؟

جواب: رمضان المبارک ۸ھ میں فتح ہوا۔[4]

سوال: حدیبیہ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپس میں دس سال تک لڑائی موقوف رہے گی پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال بعد ہی کیوں اہل

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۲۰۴ (۲-۳) تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۲۰۴

(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۱۱۹

مکہ پر حملہ کر دیا؟

جواب: حدیبیہ میں جب قریش اور مسلمانوں کے مابین صلح ہوئی تو اس وقت دیگر قبائل کو اختیار تھا کہ جس کے عقد وعہد میں چاہیں داخل ہو جائیں چنانچہ بنوبکر قریش کے عہد میں اور بنوخزاعہ مسلمانوں کے عہد میں شامل ہو گئے، ان دونوں قبیلوں (بنوبکر و بنوخزاعہ) میں زمانہ جاہلیت سے ان بن چلی آ رہی تھی صلح حدیبیہ کی وجہ سے یہ دونوں قبیلے بھی ایک دوسرے سے مامون ہو گئے۔
بنوبکر نے دشمنی نکالنے کا موقع غنیمت سمجھا، چنانچہ بنوخزاعہ پر بنوبکر نے حملہ کر دیا، جس میں قریش نے دل کھول کر بنوبکر کی مدد کی، یہ ہی واقعہ مکہ پر حملہ کا سبب ہوا۔[1]

سوال: فتح مکہ کیلئے آپ کب روانہ ہوئے؟

جواب: ۱۰؍رمضان المبارک بروز چہارشنبہ بعد نماز عصر آپ فتح مکہ کے قصد سے نکلے۔

سوال: اسلامی لشکر کی تعداد کیا تھی؟

جواب: دس ہزار صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔

سوال: ازواج مطہرات میں سے کون زوجہ آپ کے ساتھ تھیں؟

جواب: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔[2]

سوال: مقام کدید میں پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟

جواب: جس دن آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام روزے سے تھے مقام کدید میں پہنچ کر آپ نے صحابہ کی مشقت کے خیال سے روزہ افطار کیا حضرات صحابہ نے بھی آپ کی اقتداء میں روزہ افطار کیا۔[3]

سوال: مقام کدید سے چل کر آپ نے کہاں پڑاو ڈالا؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۱۱۹
(۲) سیرۃ المصطفیٰ جبد:۲،ص:۱۳۱
(۳) بخاری شریف جلد:۲،ص:۶۱۲-۶۱۳

جواب: مقام کدید سے چل کر آپ نے "مرالظهران" میں پڑاؤ ڈالا اور لشکر کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ سلگائے۔

سوال: جب آپ مقام مرالظہر ان پر پہنچے تو کیا واقعہ پیش آیا بالتفصیل بیان کیجئے؟

جواب: یہ مسلمانوں کی فوج فتح موج جب مقام مرالظہر ان پر پہنچی تو اس وقت ایک واقعہ پیش آیا جس کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ اگر آج مکہ والوں نے امن حاصل نہ کیا تو ان کا خاتمہ ہے، میں فوراً ایک خچری پر سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا کہ شاید کوئی مل جائے تو کہلا بھیجوں کہ پناہ کے بغیر کوئی صورت نہیں، میں قریب کی پہاڑی کے پاس پہنچا تو دو[1] شخص نظر آئے آگے بڑھا تو سنا۔

پہلا: یہ لشکر کس کا ہے جس کے الاؤ اور چراغوں کی روشنی سے جنگل جگمگا رہا ہے۔

دوسرا: شاید بنو خزاعہ کا ہو۔

پہلا: توبہ! ان کے پاس اتنا بڑا لشکر کہاں۔

اتنی دیر میں میں اور آگے بڑھ گیا غور سے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ ایک ابوسفیان اور دوسرے حکیم بن حزام ہیں، دونوں حیرت سے بولے آپ یہاں کیسے؟

میں نے سارا واقعہ بیان کیا دونوں نے گھبرا کر کہا، اب پناہ کی کیا صورت ہے، میں نے بتایا صرف یہ کہ میرے ساتھ چلو اور پناہ مانگ لو۔

ابوسفیان فوراً میرے خچر پر سوار ہوا ہم دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوسفیان کیا اب بھی خدا کو ایک نہ مانو گے؟

ابوسفیان: بے شک وہ ایک ہے، ورنہ دوسرا خدا میری ضرور آج امداد کرتا اس کے بعد ابوسفیان اسلام لے آئے۔ (رضی اللہ عنہ)[2]

سوال: فتح مکہ کے دن آپ کس شان سے مکہ میں داخل ہوئے بیان کیجئے؟

---

(۱) زاد المعاد میں تین کا ذکر ہے، تیسرے بدیل بن ورقاء۔ زاد المعاد جلد: ۲، ص ۴۱۲

(۲) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۸۴-۸۵

جواب: صحیح بخاری میں عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ ایک ناقہ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ انا فتحنا پڑھ رہے ہیں، نیز اس عظیم الشان فتح کے وقت چہرہ انور پر مسرت وخوشی کے ساتھ ساتھ تواضع وانکساری کے آثار بھی چہرہ انور پر نمایاں ہورہے تھے، تواضع سے آپ کی گردن اس قدر جھکی ہوئی تھی کہ ریش مبارک کجاوہ کی لکڑی سے مس کررہی تھی۔[۱]

سوال: آپ کے ساتھ دوسرا کون شخص اونٹنی پر سوار تھا؟

جواب: آپ کے خادم اور خادم زادہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔[۲]

سوال: جب آپ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو کیا آپ نے اہل مکہ کے ساتھ قتال کا حکم دیا۔

جواب: جی نہیں آپ نے قتال کے احکام صادر نہیں فرمائے بلکہ رحمۃ للعالمین کی طرف سے اعلان ہوا کہ (۱) جو شخص مسجد حرام میں داخل ہووہ مامون ہے۔(۲) جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ مامون ہے۔(۳) جو اپنے مکان کا دروازہ بند کرلے وہ مامون ہے۔اس طرح سب کو معافی دیدی گئی سوائے چند لوگوں کے جو بارگاہ نبوی میں انتہائی درجہ گستاخ اور دریدہ دہن تھے ان کے متعلق حکم ہوا کہ جہاں کہیں مل جائیں قتل کردیئے جائیں۔[۳]

سوال: جن حضرات کو معافی سے مستثنیٰ رکھا گیا ان کی تعداد کیا تھی؟

جواب: ان کی تعداد پندرہ تھی جن میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔

سوال: کیا ان سب کو قتل کردیا گیا تھا؟

جواب: جی نہیں ان سب کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ ان میں سے بعض نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور تائب ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو امن ملا،

۱-۲) اصح السیر ص: ۲۸۰

۳) تاریخ اسلام جلد ۱، ص ۲۱۲

اور کچھ اپنی سرکشی پر قائم رہے، وہ قتل ہوئے۔[۱]

سوال: کیا فتح مکہ کے دن لڑائی بھی ہوئی؟

جواب: آپ نے مسلمانوں کو قتل وقتال سے منع فرمایا تھا مگر جب حضرت خالد بن ولیدؓ اسفل مکہ سے داخل ہوئے تو کچھ لوگ مقابلہ پر آ گئے تو حضرت خالد بن ولید نے مجبوراً ان سے مقابلہ کیا مگر وہ تاب نہ لا سکے اور شکست کھا کر بھاگے۔

سوال: کتنے مسلمان اس لڑائی میں شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

جواب: صرف دو مسلمان شہید ہوئے اور مشرکین کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے۔[۲]

سوال: جب آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کیا کیا اور اس وقت کعبہ کی کیا حالت تھی؟

جواب: جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ نے حجر اسود کا استیلام کیا اور اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اس وقت بیت اللہ کی حالت یہ تھی کہ اس کے اطراف میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے آپ ایک ایک بت کی طرف چھڑی سے اشارہ کر کے یہ آیت پڑھتے جاتے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا اور بت منہ کے بل گرتے جاتے۔

سوال: فتح مکہ کے دن آپ نے قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا اور مشرکین مکہ کی اس دن کیا حالت تھی؟

جواب: آپ نے بیت اللہ میں نماز پڑھ کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مسجد حرام لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے ان ہی میں اہل مکہ بھی گردن جھکائے خوف اور شرمساری کے عالم میں آپ کے سامنے سر جھکائے مجرمانہ انداز میں کھڑے تھے، ہر ایک کو اپنے پچھلے دن یاد آ رہے تھے کیونکہ کسی نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، تو کسی نے آپ پر پتھر پھینکے تھے کسی نے آپ کی

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۱۸۱ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۱۴۵

ایڑیوں کو لہولہان کیا تھا، تو کوئی آپ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ کا قتل کرنے والا تھا، کوئی آپ کی ہجو میں اشعار پڑھنے والا تھا تو کوئی گا گا کر دشمنوں کے دل میں آگ بھڑکانے والی۔

غرض ہر قسم کا مجرم آج مسجد حرام میں جمع تھا لیکن آج آپ نے کسی کو کوئی سزا نہیں سنائی بلکہ قریش کو خطاب کر کے کہا کہ اے قریش بتاؤ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں سب نے کہا ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے وہ ہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی، **لاتثریب علیکم الیوم فانتم الطلقاء** آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

غزوہ حُنَین ۸ھ

سوال: غزوہ حنین کب ہوا؟

جواب: شوال ۸ھ میں ہوا[1]

سوال: حنین کیا ہے؟

جواب: مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے[2]

سوال: یہ جنگ کن لوگوں سے ہوئی؟

جواب: قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے لوگوں سے۔

سوال: اس جنگ کا سبب کیا ہوا؟

جواب: قبیلہ ہوازن اور ثقیف نہایت جنگجو اور قادر تیرانداز تھے فتح مکہ سے ان کو یہ خیال ہوا کہ کہیں مسلمان ہم پر حملہ نہ کریں اس لئے مشورہ سے یہ طے پایا کہ قبل اس کے کہ مسلمان ہم پر حملہ کریں ہمیں چل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے ہیں آپ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو تحقیق کے

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲ ص:۱۷۷ (۲) اصح السیر ص: ۲۷۷

لئے روانہ فرمایا عبداللہ نے ایک دوروز رہ کر تمام حالات معلوم کئے اور آپ کو ان کی جنگ کی تیاریوں کی خبر دی تو آپ بھی ان کے مقابلہ کے لئے ۸شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے۔[1]

سوال: اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی اور دشمن کی تعداد کیا تھی؟

جواب: مسلمان بارہ ہزار تھے اور قبیلہ ہوازن اور ثقیف ۲۰ ہزار تھے۔[2]

سوال: اس غزوہ میں جاتے وقت مکہ کا امیر کس کو بنایا گیا تھا؟

جواب: حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو۔[3]

سوال: اس مقابلہ کے لئے آپ نے جو اسلامی لشکر تیار کیا تھا، اس کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب: اسلامی لشکر کی کل تعداد بارہ ہزار تھی، دس ہزار تو وہی جانباز تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور بقیہ دو ہزار اہل مکہ تھے اہل مکہ کے دو ہزار آدمیوں میں کچھ نو مسلم تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو ابھی مشرکانہ حقائق پر قائم تھے۔[4]

سوال: اس لڑائی کا نتیجہ کیا رہا؟

جواب: اس لڑائی میں مسلمانوں کو مشرکین اہل مکہ کے سبب جو شریک لشکر تھے ابتداءً ہزیمت ہوئی کیونکہ انہوں نے خود بھاگ کر دوسروں کے قدم بھی متزلزل کر دیئے تھے لیکن آپ کی انتہائی شجاعت اور استقلال نے تھوڑی ہی دیر میں مسلمانوں کو سنبھال لیا اور دشمنوں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔[5]

سوال: اس غزوہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

جواب: ستر کافر مارے گے اور چار مسلمان شہید ہوئے۔

سوال: اس غزوہ میں مسلمانوں کو مال غنیمت کس قدر حاصل ہوا؟

جواب: اس غزوہ میں مسلمانوں کو مال غنیمت اس قدر حاصل ہوا کہ اس سے پہلے اتنا مال

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد ۲، ص: ۱۷۷
(۲-۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۱۴۲
(۴) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۱۷۷
(۵) اصح السیر ص: ۲۳۶

غنیمت کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ مثلاً

چھ ہزار عورتیں — چوبیس ہزار اونٹ

چالیس ہزار بھیڑ بکری — چار ہزار اوقیہ چاندی[۱]

غزوۂ طائف ۸ھ

سوال: غزوہ طائف کب ہوا؟

جواب: غزوہ حنین سے فارغ ہونے کے بعد شوال ۸ھ میں ہی غزوۂ طائف ہوا۔[۲]

سوال: آپ طائف تشریف کیوں لے گئے تھے؟

جواب: قبیلہ ہوازن اور ثقیف جب غزوہ حنین میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو ہوازن اور ثقیف کی ایک جماعت حنین سے بھاگ کر طائف میں چلی گئی تھی اور ان ہی میں ان کے سردار مالک بن عوف النضری بھی تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مع فوج کے حنین سے طائف گئے تاکہ باقی ماندہ دشمنان اسلام کا خاتمہ کر دیا جائے۔[۳]

سوال: آپ نے طائف جا کر کیا کیا؟

جواب: ابھی معلوم ہوا کہ ہوازن کا سردار مالک بن عوف النضری مع اپنی فوج کے آپ کے پہنچنے سے قبل طائف کے ایک قلعہ میں ٹھہرا اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور کئی سال کا غلہ اور خورد و نوش کا سامان قلعہ میں فراہم کر لیا، آپ نے طائف پہنچ کر محاصرہ کیا اور مِنْجَنِیْق[۴] کے ذریعہ ان پر پتھر برسائے ان لوگوں نے قلعہ کی فصیل پر تیراندازوں کو بٹھلا دیا تھا انہوں نے ایسی سخت تیراندازی کی کہ بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے، اور ۱۲ مسلمان شہید ہوئے، حضرت خالد بن ولید نے ان کو دست بدست مقابلہ کے لئے بلایا مگر جواب ملا کہ ہمیں قلعہ سے اترنے کی ضرورت نہیں سالہا سال کا غلہ ہمارے پاس ہے، مسلمانوں نے قلعہ کی دیوار میں نقب دینے کی کوشش کی مگر انہوں نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانی شروع کی جن سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ان کے لئے بددعا کیجئے، آپ نے فرمایا اللہ نے

(۱) اصح السیر ص: ۲۸۸ (۲) اصح السیر ص: ۲۰۵

(۳) اصح السیر ص: ۲۸۸ (۴) ایک آلہ جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے تھے۔ (فیروز اللغات)

مجھے اجازت نہیں دی، اور آپ نے کوچ کرنے کا حکم دیا اور چلتے وقت دعا کی۔ اللھم اھد ثقیفا وائت بھم مسلمین، اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان بنا کر میرے پاس بھیج دے۔

چنانچہ بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔[1]

سوال: آپ نے طائف کا محاصرہ کتنے دن کیا؟

جواب: تقریباً اٹھارہ دن۔

سوال: طائف سے چل کر آپ کہاں تشریف لے گئے؟

جواب: مقام جعرانہ میں۔

تقسیم غنائم حنین بمقام جعرّانہ

سوال: جعرانہ کیا چیز ہے؟

جواب: جعرانہ ایک مقام کا نام ہے، جو مکہ سے ایک مرحلہ پر ہے جو طائف کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔[2]

سوال: آپ نے مقام جعرانہ پہنچ کر کیا کام کیا؟

جواب: آپ نے مقام جعرانہ پہنچ کر دس بارہ روز ہوازن کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہیں آئے تو وہ مال جو غزوہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا غانمین پر تقسیم فرمایا۔[3]

سوال: **حنین کے قیدیوں کا کیا کیا گیا؟**

جواب: جب آپ مقام جعرانہ میں مقیم تھے آپ کے پاس ہوازن کا ایک وفد آیا اور اسلام قبول کیا اور بعد ازاں اپنے اہل و عیال کی واپسی کی درخواست کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قیدیوں کو بھی تقسیم کر چکے تھے، اس لئے آپ نے اپنے خاندان کے حصہ کے قیدی ان کے حوالے کر دیئے اور مسلمانوں سے

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۱۸۳-۱۸۴ (۲) اصح السیر ص:۳۰۰
(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۲۹۲

بھی ان کے قیدی واپس کرنے کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے فوراً قبول کرلیا اس طرح ان سب کے قیدی واپس کر دیئے گئے۔

عمرہ جعرّانہ

سوال: کیا اس سفر میں آپ نے کوئی عمرہ بھی کیا؟

جواب: جی ہاں تقسیم غنائم سے فراغت کے بعد آپ ۱۸/ذی قعدہ کو رات کے وقت مقام جعرانہ سے مکہ کی طرف عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے عمرہ ادا کیا۔[۱]

سوال: اس سفر میں واپس ہوکر آپ مدینہ میں کب داخل ہوئے؟

جواب: دو ماہ اور سولہ دن بعد آپ ۲۷/ذی قعدہ کو مدینہ میں داخل ہوئے۔[۲]

سوال: جب آپ مدینہ آگئے تو آپ نے مکہ کا والی کس کو بنایا اور تعلیم کے لئے مکہ میں کس کو چھوڑا؟

جواب: آپ نے مکہ کا والی حضرت عتاب بن اسید کو بنایا اور حضرت معاذ بن جبل کو تعلیم دین کی غرض سے اہل مکہ کے پاس چھوڑا۔[۳]

سوال: ۸ھ میں آپ نے کچھ سرایا بھی روانہ فرمائے؟

جواب: جی ہاں آپ نے ۸ھ میں تقریباً دس سرایا روانہ فرمائے۔

واقعات متفرقات ۸ھ

(۱) اس سال عتاب ابن اسید نے تمام مسلمانوں کو اس طرح حج کرایا جیسے عرب کا طریقہ تھا۔

(۲) اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے ابراہیم بن محمد پیدا ہوئے۔

(۳) اسی سال آپ نے عمرو بن عاص کو عامل بنا کر صدقات وصول کرنے کے لئے عمان کی طرف بھیجا۔

(۱-۲-۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۱۸۸

(۴) اسی سال آپ نے کعب بن عمیرؓ کو ذات اطلاع کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے بھیجا۔[1]

۹ھ میں صرف ایک غزوہ ہوا: غزوۂ تبوک، اور چند اہم واقعات پیش آئے؛ مثلاً: حج الاسلام، وفود کی آمد

غزوۂ تبوک ۹ھ

سوال: غزوہ تبوک کب ہوا؟

جواب: ماہ رجب یوم پنجشنبہ ۹ھ کو غزوۂ تبوک ہوا۔

سوال: غزوۂ تبوک کیوں ہوا؟

جواب: آپ کو اطلاع ملی کہ ہرقل شاہ روم اور موتہ کے ہارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کے ارادہ سے تیاری کر رہے ہیں، اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیاریاں شروع کیں۔

سوال: اس وقت مسلمانوں اور موسم کی کیا حالت تھی؟

جواب: اس وقت مسلمان قحط سالی کی وجہ سے نہایت تنگدستی اور افلاس کی حالت میں تھے، نیز موسم بھی نہایت سخت گرمی کا تھا، اسی لئے منافقین دوسروں کو یہ کہہ کر بہکانے لگے تھے۔

لاتنفروا فی الحرّ ایسی گرمی میں مت نکلو

سوال: اس تنگدستی کی حالت میں سامان جنگ کیسے تیار کیا گیا؟

جواب: چندہ کیا گیا، جس میں حضرات صحابہ کرام نے اپنی اپنی حیثیتوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ لا کر پیش کر دیا۔

حضرت عثمان غنی نے ایک عظیم الشان امداد سامان جنگ وغیرہ سے پیش کی جو تین سو اونٹ مع

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۱۸۹

ساز وسامان اور ایک ہزار دینار پر مشتمل تھی۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا نصف سامان لاکر بارگاہ نبوی میں پیش کیا۔
عبدالرحمٰن بن عوف نے دوسو اوقیہ چاندی لاکر حاضر کی۔
حضرت عاصم بن عدی نے ستر وسق کھجوریں پیش کیں۔
اسی طرح دیگر صحابہ نے اپنی اپنی حیثیتوں سے زیادہ چندہ پیش کیا۔

سوال: اس جنگ میں اسلامی فوج کتنی تھی اور سامان جنگ کیا تھا؟

جواب: اسلامی فوج تیس ہزار تھی اور دس ہزار گھوڑے تھے۔

سوال: آپ نے اس غزوہ میں مدینہ کا والی کس کو مقرر کیا تھا، اور حضرت علی کو مدینہ میں کیوں چھوڑا تھا؟

جواب: محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل وعیال کی حفاظت اور خبر گیری کے لئے مدینہ میں چھوڑا تھا۔

سوال: اس غزوہ میں جنگ ہوئی؟

جواب: جی نہیں، کیونکہ ہرقل بادشاہ حمص آپ کے آنے کی خبر پاتے ہی واپس چلا گیا، آپ کو وہاں کوئی نہ ملا اور بلا جدال وقتال واپس ہو گئے۔

سوال: آپ نے تبوک میں کتنے دن قیام فرمایا اور اس قیام کا کیا اثر ہوا؟

جواب: تقریباً بیس روز آپ نے تبوک میں قیام فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ آس پاس کے قبائل نے آکر تسلیم خم کیا، اہل جرباء اور اَذرح اور اھلہ کے فرمانروانے حاضر خدمت ہو کر صلح کی اور جزیہ دینا منظور کیا؟

سوال: مقام تبوک مدینہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟

جواب: مقام تبوک مدینہ سے تقریباً ۱۴ ر منزل پر ہے۔

سوال: اس موقع پر آپ نے حضرت خالد بن ولید کو کہاں روانہ فرمایا تھا، اور آپ نے ان کو پیشین گوئی کے طور پر کیا ارشاد فرمایا تھا، نیز وہ پیشین گوئی کیسی رہی؟

جواب: حضرت خالد بن ولید کو آپ نے چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف

روانہ کیا تھا جو ہرقل کی طرف سے دومۃ الجندل کا حاکم تھا، روانگی کے وقت آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ وہ تم کو رات کے وقت شکار کھیلتا ہوا ملے گا، اس کو قتل نہ کرنا گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا چنانچہ جب حضرت خالد وہاں پہنچے تو ٹھیک یہ ہی واقعہ پیش آیا اور حضرت خالد اس کو گرفتار کر کے لائے۔[1]

سوال: اس غزوہ میں آپ کے کیا معجزات ظاہر ہوئے؟

جواب: جب آپ راستہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوذر غفاری کو دیکھا کہ وہ سب سے علیحدہ علیحدہ چل رہے ہیں تو آپ نے بطور معجزہ کے فرمایا کہ یہ دنیا سے علیحدہ ہی چلیں گے اور علیحدہ ہی زندگی گزاریں گے اور علیحدہ ہی مریں گے چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا۔

(۲) اسی غزوہ میں آپ کی اونٹنی گم ہوگئی، جس پر ایک منافق نے کہا کہ آپ آسمان کی خبریں تو بیان کرتے ہیں مگر اپنی ناقہ کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے آپ کو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا کہ وہ ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہوئی ہے، چنانچہ صحابہ کرام اس اونٹنی کو لے آئے۔[2]

سوال: کیا اس غزوہ کو غزوہ تبوک کے علاوہ کسی اور نام سے بھی جانا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس غزوہ کو غزوہ تبوک کے علاوہ دو ناموں سے اور جانا جاتا ہے۔[3]

''جیش العسرۃ'' (تنگی کا لشکر) چونکہ حضرات صحابہ اس وقت تنگی میں تھے جیسا کہ گذر گیا۔

''غزوہ فاضحہ'' (ظاہر کرنے والا غزوہ) چونکہ اس غزوہ میں منافقوں کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کو غزوہ فاضحہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: سب سے آخری غزوہ کون سا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی؟

جواب: سب سے آخری غزوہ یہ ہی غزوۂ تبوک ہے، جس میں آپ نے شرکت

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۰۶ تا ۲۱۴

(۲) اصح السیر ص: ۳۲۴، ۳۲۵

(۳) اصح السیر ص: ۳۱۷

فرمائی، یعنی اس کے بعد حضور کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئے۔[۱]

مسجد ضرار

سوال: مسجد ضرار کی حقیقت کیا ہے بیان کیجئے؟

جواب: منافقین نے مسجد کے نام سے ایک مکان بنایا تھا تاکہ اس میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف مشورے کیا کریں، اسی مکان کو مسجد ضرار کہا گیا ہے، جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے: والذین اتخذوا مسجدا ضراراً الآیۃ [التوبۃ/۹/۱۰۷۔ اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کیلئے۔

سوال: مسجد ضرار کو آپ نے کب اور کیوں جلوایا؟

جواب: کیونکہ مسجد ضرار در حقیقت مسجد نہ تھی بلکہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس کا نام مسجد رکھ دیا تھا، اس لئے آپ نے غزوہ تبوک سے واپسی میں اس مسجد کو جلوادیا۔

سوال: آپ نے مسجد ضرار کو جلانے کے لئے کس کو بھیجا تھا؟

جواب: آپ نے مقام ذی آوان سے حضرت مالک بن دخشم اور معین بن عدی کو بھیجا تھا تاکہ وہ مسجد ضرار کو جلائیں۔[۲]

وفود کی آمد اور فوج در فوج اسلام میں داخلہ

سوال: وفد کس کو کہتے ہیں؟

جواب: وفد اس جماعت کا نام ہے، جو کوئی مقصد لے کر کسی کے پاس جائے۔

سوال: زیادہ وفود آپ کی خدمت میں کب آئے؟

جواب: وفود کی ابتداء تو ۸ھ کے آخر ہی میں ہوگئی تھی لیکن وفود کا تسلسل ۹ھ اور ۱۰ھ میں رہا اس لئے ان دونوں سنوں کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔[۳]

(۱) سیرۃ المصطفیٰ (۱/۱۶۷) (۲) سیرۃ المصطفیٰ (۲/۲۱۴) (۳) سیرۃ المصطفیٰ (۲/۲۲۴)

آپ کی خدمت میں وفود کیوں آئے؟

سوال: معلوم ہو چکا ہے کہ صلح حدیبیہ سے قبل تو دنیا کی زمین مسلمانوں پر تنگ تھی،

جواب: دنیا کے راستے ان کے لئے بند تھے، قدم قدم پر خطرہ لاحق تھا، صلح حدیبیہ نے ان دقتوں کو ختم کر دیا، صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے شاہان عالم کے نام خطوط بھیج کر اسلامی خیالات کو پھیلایا اور اسلام پر لگے بہتانوں کو ہٹایا، مگر قریش کا غلبہ ان کا رعب اور ان کی پرانی عزت دوسرے قبیلوں کو مسلمان ہونے سے ابھی روکے ہوئے تھی، مگر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش مکہ نے بھی اسلام کی اطاعت قبول کر لی تو اس وقت عرب کو معلوم ہو گیا کہ دین اسلام دین الٰہی ہے ضرور تمام عالم میں پھیل کر رہے گا، اس لئے مکہ فتح ہوتے ہی ہر طرف سے وفود آنے لگے اور اسلام کی حقیقت معلوم کرتے خود بھی مشرف باسلام ہوتے اور اپنی ساری قوم کے مسلمان کرنے کا وعدہ کر کے واپس ہوتے[1]

رسول خدا کے پہلے نائب یعنی

حضرت ابوبکر صدیق کا امیر حج مقرر ہونا

سوال: اس سال یعنی ۹ھ کا بڑا واقعہ کیا ہے بیان کیجئے؟

جواب: امسال یعنی ۹ھ میں حج ادا کیا گیا جو ایک قول کے مطابق اسی سال فرض بھی ہوا تھا، چنانچہ ذی قعدۃ الحرام ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے مکہ مکرمہ روانہ کیا، تین سو آدمی مدینہ منورہ سے آپ کے ساتھ چلے اور بیس اونٹ قربانی کے آپ کے ہمراہ تھے۔

اور حضرت علی کو بھی روانہ کیا تاکہ سورۂ برأت کی چالیس آیتیں جو نقض عہد کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کا اعلان کریں، چنانچہ حضرت علی نے جمرۂ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر یوم النحر میں سورۂ برأت کی آیات اور ان کا مضمون لوگوں کو سنایا جن کا مضمون یہ تھا۔

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۲۴

(۱) جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہو سکے گا۔

(۲) سال آئندہ کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا، اور نہ برہنہ بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔

(۳) جس کا عہد رسول اللہ سے ہے وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور جس سے کوئی عہد نہیں تو اس کو چار ماہ کا امن ہے، اگر اس مدت تک مسلمان نہ ہوا تو جہاں پایا جائے گا قتل کر دیا جائے گا۔[۱]

واقعات متفرقہ ۹ھ

سوال: ۹ھ میں اور کیا واقعات پیش آئے؟

جواب: چند واقعات پیش آئے:

(۱) اسی سال آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی وفات ہوئی۔[۲]

(۲) ایک قول کے مطابق اسی سال حج فرض ہوا۔

(۳) اسی سال رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول فوت ہوا۔

(۴) اسی سال عورتوں سے لعان کا حکم نازل ہوا۔

(۵) اسی سال جزیہ کی آیت نازل ہوئی۔[۳]

۱۰ھ حجۃ الاسلام

سوال: ۱۰ھ میں کوئی غزوہ ہوا؟

جواب: جی نہیں ۱۰ھ میں کوئی غزوہ نہیں ہوا، البتہ دو سریئے آپ نے اس سال روانہ کیے۔ (۱) سریہ خالد بسوئے نجران (۲) سریہ علی بسوئے یمن، اور اسی سال آپ نے حج بھی ادا کیا۔

حجۃ الاسلام یا حجۃ الوداع

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کب ادا کیا؟

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۲۲۰-۲۲۱ (۲) تاریخ اسلام جلد:۱، ص:۲۲۳

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲، ص:۲۲۲ و تاریخ الاسلام جلد:۱، ص:۲۲۲

جواب: آپ نے ۱۰ھ میں حج ادا کیا، یہ آپ کا آخری حج تھا، اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج بھی تھا۔[۱]

سوال: آپ کے اس حج کا نام کیا ہے اور نام کی وجہ کیا ہے؟

جواب: آپ کے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے، یعنی رخصتی کا حج، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حج سے تین ماہ بعد رخصت ہو گئے تھے اس وجہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہو گیا۔[۲]

سوال: کیا آپ کے اس حج کو حجۃ الوداع کے علاوہ کسی اور نام سے بھی جانا جاتا ہے؟

جواب: آپ کے اس حج کو حجۃ الوداع کے علاوہ دو ناموں سے اور جانا جاتا ہے۔

(۱) حجۃ الاسلام کیونکہ حج فرض ہونے کے بعد یہ اسلام کا پہلا حج تھا۔

(۲) حجۃ البلاغ، کیونکہ آپ نے اس حج کے خطبوں میں احکام اسلام کی خصوصی تبلیغ فرمائی تھی اس وجہ سے اس حج کا نام حجۃ البلاغ ہو گیا۔[۳]

سوال: آپ نے کتنے حج اور کتنے عمرے کئے؟

جواب: جامع ترمذی میں عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ آپ نے تین حج کئے دو حج ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد، اور عمرہ آپ نے چار مرتبہ کیا ہے۔(۱) حجۃ الوداع کے ساتھ (۲) عمرہ حدیبیہ (۳) عمرۃ القضاء (۴) عمرہ جعرانہ[۴]

سوال: اس حج کے لئے آپ مدینہ سے کب روانہ ہوئے؟

جواب: ۲۵ر ذی القعدۃ الحرام یوم شنبہ ظہر اور عصر کے درمیان آپ مدینہ سے روانہ ہوئے۔[۵]

سوال: آپ مکہ کب پہنچے؟

---

(۱) اصح السیر ص: ۴۵۵ (۲) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۱۰۰

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۷۰، و تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۲۲۷

(۴) اصح السیر، ص: ۲۵۶، ۲۵۷ (۵) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۶۸

جواب: ۴ر ذی الحجہ یکشنبہ کے دن آپ مکہ میں داخل ہوئے۔[۱]

سوال: آپ کے ساتھ کتنے مسلمانوں نے حج ادا کیا؟

جواب: بقول بعض آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں نے حج ادا کیا۔[۲]

سوال: آپ نے اس حج میں کتنے خطبے دیئے اور کہاں کہاں دیئے بیان کیجئے؟

جواب: آپ نے تین خطبے دیئے (۱) ۹ر ذی الحجہ کو میدان عرفات کے بیچ میں اپنی ناقہ پر سوار ہوکر جس کا نام قصوا تھا، (۲) ۱۰ر ذی الحجہ کو منی میں (۳) ۱۱ر ذی الحجہ کو منی میں۔[۳]

سوال: ان تینوں خطبوں میں آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: ان خطبوں میں آپ نے اسلام کے قواعد کو مستحکم اور مقرر کیا کفر اور جاہلیت کے قواعد کو منہدم کیا، اور آپ نے اس حرمت کی تقریر کی جو تمام ملتوں میں بالاتفاق حرام ہے، فرمایا۔

(۱) تمہارے خون، تمہارے اموال، اور تمہاری آبرو آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں، جیسا کہ یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے۔

(۲) جاہلیت کے تمام طریقے میرے قدموں کے نیچے پامال ہیں۔

(۳) جاہلیت کے تمام خون معاف اور ساقط ہیں، سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون جو بنی ہذیل پر ہے معاف کرتا ہوں۔

(۴) جاہلیت کے تمام سود ساقط ہیں، سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا ربوا ساقط اور باطل کرتا ہوں۔

(۵) زوجین کے باہمی حقوق بیان فرمائے، مردوں کو فرمایا عورتوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کریں عورتوں کو فرمایا کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کریں، ایسے مردوں کو گھر میں نہ آنے دیں جن کا آنا ان کے شوہر ناپسند کرتے ہوں۔

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۶۸

(۲) تاریخ الاسلام جلد: ۱، ص: ۲۲۷

(۳) اصح السیر ص: ۴۹۳

(۶) میں ایسی محکم چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ

(۷) تمہیں دربار خداوندی میں عنقریب حاضر ہونا ہے جہاں تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال ہوگا۔

(۸) جو شخص تم کو کتاب اللہ کے موافق چلائے اس کی پوری پوری اطاعت تم پر ضروری ہے۔

(۹) قواعد مناسک میں میری اتباع کرو، اور ہم سے سیکھو کیونکہ ہم اس سال، کے بعد حج نہ کریں گے۔

(۱۰) جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ ان تمام احکام کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں۔

(۱۱) لوگو! قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا، بتلاؤ کیا جواب دو گے؟

صحابہ نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک اللہ کا پیام پہنچا دیا اور خدا کی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی۔

آپ نے تین بار انگشت شہادت (شہادت کی انگلی) سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اللھم اشھد یا اللہ تو گواہ رہ، خداوند گواہ رہ، خداوند تو گواہ رہ[۱]

سوال: مقام منی میں آپ نے کتنے اونٹ قربانی میں ذبح کئے؟

جواب: ایک سو: تریسٹھ خود اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے۔اور سینتیس حضرت علی نے آپ کی طرف سے قربانی کئے۔[۲]

سوال: آپ کے سر مبارک کا حلق کس نے کیا؟

جواب: امام بخاری فرماتے ہیں کہ معمر بن عبداللہ بن حنظلہ بن عوف نے آپ کا سر حلق کیا؟[۳]

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۲۶۹،واصح السیر ص:۴۸۱،۴۸۲

(۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد:۲،ص:۲۶۹،واصح السیر ص:۴۸۱،۴۸۲

(۳) بخاری شریف

سوال: آپ نے اپنے بالوں کا کیا؟

جواب: حضرات صحابہ میں تقسیم کیا تا کہ حضرات صحابہ کرام بطور تبرک ان کو اپنے پاس رکھیں۔[۱]

سوال: وہ کون سی آیت ہے جس میں دین اسلام کی تکمیل اور خدا کی نعمت کے تمام ہونے کا بیان ہے اور وہ کب نازل ہوئی؟

جواب: وہ آیت: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' ہے جو ۹/ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن عرفہ کے میدان میں نازل ہوئی۔[۲]

۱۱ھ آخری فوج ظفر موج یعنی

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

سوال: وہ آخری سریہ کون سا ہے جو آپ نے اپنی وفات سے کچھ روز پہلے تیار کیا تھا؟

جواب: وہ آخری سریہ سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔

سوال: سریہ اسامہ کو آپ نے کب اور کہاں روانگی کا حکم دیا تھا؟

جواب: ۲۶/صفر المظفر یوم دوشنبہ ۱۱ھ کو آپ نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے مقام اُبنی کی طرف حضرت اسامہ کو لشکر کشی کا حکم دیا۔[۳]

سوال: حضرت اسامہ کون ہیں اور اس وقت ان کی عمر کیا تھی؟

جواب: حضرت اسامہ آپ کے محبوب خادم حضرت زید بن حارثہ کے صاحبزادے ہیں اور اس وقت ان کی عمر ۱۸/برس تھی۔[۴]

سوال: یہ لشکر شام کب پہنچا؟

جواب: یہ لشکر شام آپ کی وفات کے بعد اس وقت پہنچا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔[۵]

---

(۱) اصح السیر ص: ۴۸۳ (۲) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۳۷۰

(۳) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۷۳ (۴) اصح السیر ص: ۵۰۲ (۵) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۲۴۷

سوال: اس لشکر کے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ کیا بنی؟

جواب: اس لشکر نے مدینہ سے روانہ ہوکر مقام جرف میں قیام کیا اور اسی اثناء میں آپ کے مرض میں شدت ہوئی اور آپ کی وفات ہوگئی، انا لله وانا اليه راجعون. جب یہ خبر قیامت اثر کانوں میں پہنچی کہ آپ کا وصال ہوگیا تو سب افتاں وخیزاں مدینہ واپس آئے اس طرح یہ لشکر آپ کی زندگی میں روانہ نہ ہوسکا۔

فائدہ

علامہ مُغلطائی کی تحقیق کے مطابق تمام غزوات وسرایا کی سنہ وار فہرست

غزوات

۱ھ	میں کوئی غزوہ نہیں ہوا۔
۲ھ	پانچ غزوے ہوئے ،(۱) غزوہ ابواء، (۲) غزوہ بواط، (۳) غزوۂ بدر کبریٰ، (۴) غزوہ بنی قینقاع (۵) غزوہ سویق
۳ھ	کل تین غزوے ہوئے (۱) غزوہ غطفان (۲) غزوہ احد (۳) غزوہ حمراء الاسد
۴ھ	کل دو غزوے: (۱) غزوہ بنی نضیر (۲) غزوہ بدر صغریٰ
۵ھ	کل چار غزوے: (۱) غزوہ ذات الرقاع (۲) غزوہ دومۃ الجندل (۳) غزوہ مریسیع یا بنی المصطلق (۴) غزوہ خندق
۶ھ	کل تین غزوے: (۱) غزوہ بنی لحیان (۲) غزوہ غابہ یا غزوہ ذی قرد (۳) سفر حدیبیہ
۷ھ	صرف ایک غزوہ: غزوۂ خیبر

۸ھ	کل چار غزوے: (۱) غزوہ موتہ (۲) فتح مکہ معظمہ (۳) غزوہ حنین (۴) غزوہ طائف
۹ھ	صرف ایک غزوہ: غزوہ تبوک

سرایا

۱ھ	کل دو سریے: (۱) سریہ حمزہ (۲) سریہ عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۲ھ	کل تین سرایا: (۱) سریہ عبداللہ بن جحش (۲) سریہ عمیر (۳) سریہ سالم
۳ھ	کل دو سرایا: سریہ محمد بن مسلمہ (۲) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما
۴ھ	کل چار سرایا: (۱) سریہ ابوسلمہ (۲) سریہ عبداللہ بن انیس (۳) سریہ منذر (۴) سریہ مرتدا
۵ھ	اس سال آپ نے کوئی سریہ روانہ نہیں فرمایا۔
۶ھ	کل گیارہ سرایا: (۱) سریہ محمد بن مسلمہ (۲) سریہ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ (۳) سریہ عبداللہ بن عتیک، (۴) سریہ عبداللہ بن رواحہ (۵) سریہ کرز بن جابر (۶) سریہ عمرو الضمر ی (۷) سریہ محمد مسلم بجانب ذی القصہ، (۸) سریہ عکاشہ (۹) سریہ زید بن حارثہ بنی سلیم کی طرف (۱۰) سریہ عبدالرحمٰن بن عوف (۱۱) سریہ علی
۷ھ	**کل پانچ سرایا** (۱) سریہ ابوبکر (۲) سریہ بشر بن سعد (۳) سریہ غالب بن عبداللہ (۴) سریہ بشیر (۵) سریہ اخرم
۸ھ	**کل دس سرایا:** (۱) سریہ غالب بجانب بنی ملوح (۲) سریہ غالب بجانب فدک (۳) سریہ شجاع (۴) سریہ کعب (۵) سریہ عمرو بن العاص (۶) سریہ ابوعبیدہ بن الجراح (۷) سریہ ابوقتادہ (۸) سریہ خالد (۹) سریہ طفیل بن عمر دوسی (۱۰) سریہ قطبہ
۹ھ	کل تین سرایا: (۱) سریہ علقمہ (۲) سریہ علی (۳) سریہ عکاشہ

۱۰ھ	کل دو سرایا: (۱) سریہ خالد بن ولید (۲) سریہ علی بجانب یمن
۱۱ھ	اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک سریہ کی روانگی کا بسرکردگی حضرت اسامہ بن زین رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا جو آپ کی وفات کے بعد روانہ ہوا۔

کل غزوے ۲۳ —— کل سرایا ۴۳

فائدہ (۱): جیسا کہ ابھی ماقبل میں گذرا کہ غزوات کی تعداد ۲۳ ہے، مگر ان ۲۳ میں سے بڑے بڑے غزوات سات ہیں، بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین، تبوک۔ قرآن پاک میں ان سب کا ذکر مجملاً یا مفصلاً موجود ہے، سورۂ انفال میں تقریباً سب کا حال ہے۔

فائدہ (۲): ایک غزوہ میں آپ مجروح ہوئے یعنی غزوہ احد میں، دو غزووں میں فرشتوں نے آپ کی امداد میں مقاتلہ کیا، غزوہ بدر اور حنین میں، غزوہ احزاب میں فرشتوں نے مقاتلہ نہیں کیا لیکن نزول ملائکہ سے کفار میں زلزلہ پڑ گیا اور وہ بھاگے۔

دو غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں پر دم کر کے کفار کی طرف پھینکا جس سے کفار کو شکست ہوئی یعنی غزوہ بدر اور حنین میں ایک غزوہ میں آپ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھودی یعنی غزوہ احزاب میں، ایک غزوہ میں آپ نے منجنیق نصب کی یعنی غزوہ طائف میں۔ [ماخوذ از اصح السیر ص:۳۴۲]

وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کب شروع ہوئی؟

جواب: ۲۸/صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو

سوال: آپ کی بیماری کیا تھی؟

جواب: اولاً سر میں درد پھر بخاری کی شکایت پیدا ہوگئی۔

سوال: کتنے دن آپ بیمار رہے؟

جواب: ۱۳/دن

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی نمازیں مسجد میں نہ پڑھ سکے؟

جواب: سترہ نمازیں۔

سوال: ان نمازوں کو کس نے پڑھایا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

سوال: آپ نے لوگوں کو آخری نماز کونسی پڑھائی؟

جواب: سب سے آخری نماز جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی وہ ۸ ربیع الاول پنجشنبہ کی مغرب کی نماز تھی، جس کے چار دن بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں پہلی تقریر کیوں فرمائی، اور اس کی کیا صورت ہوئی؟

جواب: حضرات انصار کو تسلی دینے کیلئے، جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب انصار نے دیکھا کہ رسول اللہ کی بیماری برابر بڑھتی جارہی ہے تو وہ اضطراب اور اشتیاق کی وجہ سے مسجد کے اطراف میں چکر لگاتے تھے، حضرت عباس نے انصار کے اشتیاق کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ یہ سن کر حضرت علی اور حضرت فضل کے کندھوں پر ٹیک لگائے ہوئے باہر تشریف لائے حضرت عباس آگے آگے تھے، آپ منبر پر چڑھے لیکن نیچے کی سیڑھی پر جلوہ افروز ہوئے اوپر نہ چڑھ سکے اور بلیغ خطبہ دیا۔

سوال: اس خطبہ کے مختصر الفاظ بیان کیجئے؟

جواب: اس خطبہ میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ رہا ہے جو میں رہتا؟ ہاں میں اپنے پروردگار سے ملنے والا ہوں اور تم بھی مجھ سے ملنے والے ہو، ہاں تمہارے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے، پس جو شخص یہ پسند کرے کہ بروز قیامت اس حوض سے سیراب ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ اور زبان کو لایعنی اور بے ضرورت باتوں سے روکے میں تمہیں مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کی

وصیت کرتا ہوں اور مہاجرین کو باہمی حسن وسلوک اور اتحاد کی وصیت کرتا ہوں اور ارشاد فرمایا کہ:

''جب لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو ان کے حکام اور بادشاہ ان کے ساتھ انصاف کرتے ہیں، اور جب وہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ بے رحمی کرتے ہیں۔

سوال: کیا اس خطبہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے اور اس مرتبہ کیا کیا؟

جواب: جی ہاں اس خطبہ کے بعد ایک مرتبہ اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ سر مبارک بندھا ہوا تھا، حضرت ابوبکر صدیق اس وقت ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے آپ ابوبکر کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور باقی نماز لوگوں کو آپ نے پڑھائی اب آپ امام[1] تھے اور ابوبکر اور تمام جماعت آپ کی اقتدا کرنے والے۔ نماز کے بعد ایک مختصر خطبہ دیا جس کے دوران فرمایا:

ابوبکر میرے سب سے زیادہ محسن ہیں اور اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن چونکہ خلیل سوائے خدا کے کوئی نہیں، اس لئے ابوبکر میرے دوست ہیں اور فرمایا کہ مسجد میں جتنے لوگوں کے دروازے ہیں وہ سب بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے وہ کھلا رہنے دیا جائے۔

سوال: آپ کی وفات کس دن اور کس وقت ہوئی؟

جواب: ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت۔

سوال: نزع کے وقت آپ کی کیا حالت تھی؟

جواب: آپ کے پاس ایک پانی کا پیالہ رکھا ہوا تھا درد سے بیتاب ہو کر بار بار آپ اس پیالے میں ہاتھ ڈالتے اور منہ پر پھیر لیتے اور یہ کہتے جاتے: ''لا الٰہ الا

---

(۱) ماقبل میں جو یہ گذرا کہ آپ نے آخری نماز مغرب کی نماز پڑھائی اس سے مستقل امامت کی نفی مراد ہے، یعنی آپ نے آخری مکمل نماز مغرب کی پڑھائی۔۱۲

اللہ ان للموت سکرات ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ پھر چھت کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر یہ فرمایا اللھم فی الرفیق الاعلی اے اللہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں۔

الغرض آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور دست مبارک نیچے گر گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، انا اللہ وانا الیہ راجعون ، انا للہ وانا الیہ راجعون.

سوال: آپ کی وفات کس بیوی کے حجرہ میں ہوئی اور بوقت وفات آپ کونسی بیوی کی گود میں تھے؟

جواب: آپ کی وفات حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ہوئی اور اس وقت آپ حضرت عائشہ صدیقہ کی ہی گود میں تھے۔[۱]

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اثر صحابہ پر کیا پڑا اور مدینہ کی حالت کیا ہوگئی؟

جواب: اس خبر قیامت اثر کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ قیامت آ گئی، تمام مدینہ میں تہلکہ پڑ گیا، جو بھی اس جاں گداز واقعہ کو سنتا تھا، ششدر وحیران رہ جاتا تھا، جلیل القدر صحابہ کرام بلا مبالغہ حواس کھو بیٹھے عقلیں گم ہوگئیں آوازیں بند ہوگئیں، حضرت عثمان پر سکتہ کی حالت ہوگئی وہ آتے جاتے مگر کوئی بات نہیں بول سکتے تھے، حضرت علی بیٹھ گئے ان میں حرکت کرنے کی سکت نہیں رہی، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے قلب کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ برداشت نہ کر سکے اور ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمر کی عقل گم ہوگئی، انہوں نے تلوار کھینچ لی کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کو قتل کردوں گا، حضرت عائشہ اور ازواج مطہراتؓ پر جو صدمہ اور الم کا پہاڑ گرا اس کا تو پوچھنا ہی کیا صرف حضرت

(۱) بخاری کی روایت ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے میرے گھر میں میری باری کے دن، میرے حلق اور سینہ کے درمیان انتقال کیا۔ [بخاری جلد :۲، ص:۶۳۹]

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ضبط کیئے ہوئے تھے، وہ تشریف لائے اور ایک مختصر سا خطبہ دیا جس میں لوگوں کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو سن لے کہ آپ وفات پا گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو سمجھ لے کہ وہ آج بھی زندہ ہے یہ سن کر صحابہ کرام کو کچھ ہوش آیا۔

سوال: بوقت وفات آپ کی عمر شریف کیا تھی؟

جواب: انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف ۶۳ سال تھی۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح غسل دیا گیا کپڑوں سمیت یا کپڑے اتار کر؟

جواب: حضور کو کپڑے اتارے بغیر پیراہن مبارک ہی میں نہلایا گیا اور بعد میں وہ نکال لیا گیا۔

سوال: حضور کو کن کن حضرات نے غسل دیا؟

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عباس، اور ان کے دو صاحبزادے فضل اور قثم اور آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آپ کو غسل دیا۔[1]

سوال: آپ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا اور وہ کس رنگ کے تھے؟

جواب: سحول[2] کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا تہبند، قمیص اور چادر میں۔

سوال: آپ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب: کسی نے نہیں بلکہ تنہا پڑھی گئی امامت کسی نے نہیں کی۔

سوال: آپ کی قبر کیسی کھودی گئی اور قبر کس نے کھودی؟

---

(۱) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۱۱۹

(۲) سحول سین کے فتحہ کے ساتھ یمن میں ایک قریہ کا نام تھا، اسی کی طرف منسوب ہے، یا سحول سحل کی جمع ہے، اور سحول سفید کپڑے کو کہتے ہیں۔ اصح السیر ص: ۵۴۲

جواب: آپ کے لئے بغلی قبر کھودی گئی اور قبر کھودنے والے حضرت ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

سوال: آپ کی قبر کہاں کھودی گئی؟

جواب: جہاں آپ کی وفات ہوئی اسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ میں۔

سوال: آپ کی قبر وہاں کیوں بنائی گئی؟

جواب: کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہی قاعدہ ہے کہ ان کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔

سوال: آپ کو قبر میں کس کس نے اتارا؟

جواب: حضرت علی، حضرت عباس اور ان کے دونوں صاجزادے حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہم نے۔[۲]

سوال: آپ کی قبر مبارک زمین سے ملی ہوئی ہی یا اوپر اٹھی ہوئی نیز قبر کوہان نما ہے یا چکور؟

جواب: آپ کی قبر شریف زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی اور آپ کی قبر کوہان نما بنائی گئی۔

سوال: آپ کو کس دن دفن کیا گیا؟

جواب: چہار شنبہ کی رات میں آپ کو دفن کیا گیا۔[۱]

سوال: آپ کے ساتھ اس حجرے میں اور کون کون مدفون ہیں؟

جواب: صدیقین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ[۲]

سوال: کچھ اور جگہ باقی ہے اور اس میں کون دفن ہوں گے؟

جواب: جی ہاں ایک قبر کی جگہ اور باقی ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔[۳]

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص ۲۷۶ تا ص: ۳۰۹ (۲-۳) تاریخ الاسلام جلد: ۲، ص: ۱۲۰

خاتمہ

آپ کے اخلاق، خصائل اور معجزات کے بیان میں

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے، مختصراً بیان کیجئے؟

جواب: سچ تو یہ ہے کہ آپ کے اخلاق وعادت کو بیان کرنا ناممکن ہے، آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق بھی اس سوال کے جواب میں اس کے سوا کچھ جواب نہ دے سکیں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق مبارک قرآن پاک تھا" یعنی جس کو قرآن پسند نہ کرتا تھا، اس کو آپ بھی ناپسند فرماتے تھے، لڑائی، دوستی، صلح، آرام، عبادت، خوراک، پوشاک، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، غرض تمام موقعوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی طرز تھا جو خدا کی مرضی ہوتی جو قرآنی آیات کا منشا ہوتا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ سخی تھے، جب کبھی آپ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو فوراً عطا فرما دیتے، سب سے زیادہ حلیم اور بردبار تھے، یہاں تک کہ صحابہ نے کفار کی ایک قوم کے متعلق آپ سے عرض کیا کہ ان کے لئے بددعا فرمایئے آپ نے فرمایا کہ میں رحمت ہو کر آیا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا، آپ کا دندان مبارک شہید کیا گیا مگر آپ اس وقت بھی ان کے لئے دعائے مغفرت ہی فرماتے تھے۔

آپ سب سے زیادہ حیادار تھے، آپ کی نگاہ کسی کے چہرہ پر ٹھہرتی نہ تھی، اپنے ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے، اور نہ اپنی وجہ سے کسی پر خفا ہوتے تھے ہاں جب شریعت کا کوئی حق ضائع ہوتا تو پھر آپ کے غصے کی انتہا نہ رہتی تھی اس وقت آپ کی سزا سے نہ کوئی سفارش بچا سکتی تھی نہ کسی کی محبت حتی کہ ایک موقعہ پر ارشاد ہوا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی خدانخواستہ چوری کرے تو اس کے بھی ہاتھ کاٹوں گا۔

جب آپ کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو ہمیشہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے آپ نے کسی کھانے میں کبھی کوئی عیب نہیں نکالا، پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے آپ تکیہ لگا کر نہ

کھاتے اور نہ کبھی آپ کے لئے چپاتی پکائی گئی، ککڑی خربوزہ کھجور کے ساتھ کھایا کرتے، شہد اور تمام شیریں چیزوں کو طبعاً پسند فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

تواضع وانکساری حد درجہ کی تھی، آپ اپنا جوتہ خودسی لیتے اور کپڑوں میں پیوند خود لگا لیتے آپ ہل بیت کے کاروبار میں رہتے مریضوں کی عیادت کرتے تھے، غریب سے غریب بھی اگر دعوت کرتا تو بلا تکلف منظور فرما لیتے اور پھر شاہ دو جہاں کو اس غریب کے جھونپڑے پر جانے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے کوئی وقت یاد خدا سے خالی نہ ہوتا تھا سونے کے وقت آنکھیں سوتیں مگر دل یاد خدا میں لگا رہتا، بے کار باتوں سے اجتناب فرماتے تھے، اور دوسروں کو بھی یہ ہی تاکید ہوتی تھی خوشبو پسند فرماتے اور بدبو ناپسند کرتے، اہل کمال کا اعزاز فرماتے تھے اور کسی سے ترشروئی نہ کرتے تھے، کبھی ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں بھی فرماتے لیکن اس وقت بھی خلاف واقعہ کوئی بات سرزد نہیں ہوتی، تمام انسانوں سے زیادہ خندہ پیشانی اور خوش خلق تھے عذر خواہ کا عذر قبول فرماتے تھے۔

حضور کے دامن رحمت میں جانور بھی ایسے ہی پناہ لیتے تھے جیسے انسان، اور کافر بھی اس سایہ میں ایسے ہی آرام پاتے جیسے مسلمان۔

نوٹ: نمونے کے لئے آپ کے چند اخلاق وعادات ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں، تفصیل کے لئے سیرت کی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کر لیا جائے۔

معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: معجزہ کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کے ہاتھ سے ایسا عمل یعنی ایسا کام ظاہر ہو جو فوق العادت ہو اور اس جیسا کام کرنے سے سب عاجز آ جائیں۔

سوال: خدا کی طرف سے انبیاء کرام کو معجزات کیوں عطا ہوتے ہیں؟

جواب: رسول اور نبی چونکہ انسان ہی ہوتے ہیں اور ان کی ظاہری صورت اور دوسرے انسانوں کی صورت میں کوئی فرق نہیں ہوتا اس لئے حق تعالیٰ ان کو معجزات عطا فرماتا ہے، جو ان کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں بیان فرماتا ہے۔

فذانك برهان من ربك، (یہ دونوں عصا اور ید بیضا) تیرے پروردگار کی طرف سے تیری رسالت کی روشن دلیلیں ہیں۔)

(۲) ہر دعوے کے لئے دلیل ضروری ہے اور جیسا دعویٰ اس کے مناسب ہی دلیل چاہیے پس جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں فرستادہ خداوند ذوالجلال ہوں اور اس کا سفیر ہوں اور اس کے احکام اور ہدایات لے کر آیا ہوں لہٰذا اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے غیبی طور پر ایسے امور کا ظہور ضروری ہے جن کے مثل لانے سے مخلوق بالکل مجبور ہوتی ہے، اور ان ہی امور کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

سوال: آپ کے معجزات کی تعداد کیا ہے؟

جواب: امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے معجزات ایک ہزار تک پہنچے ہیں، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے معجزات بارہ سو تک پہنچتے ہیں، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کے معجزات تین ہزار تک ذکر کئے ہیں۔

لیکن حق یہ ہے کہ حق جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر کثیر معجزات عطا فرمائے ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے چند کو بیان کیجئے؟

جواب: ابھی معلوم ہوا کہ آپ کے معجزات تو بے شمار ہیں مگر ان میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے جو علمی معجزہ ہے، اور تمام انبیاء کے معجزات سے بڑھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے ستون کا رونا، درختوں کا آپ کو سلام

کرنا، آپ کا درختوں کو بلانا، اوران کا آ جانا، ہزاروں پیشین گوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہوناوغیرہ ہزاروں معجزات ہیں جونہ صرف آیات واحادیث میں وارد ہیں بلکہ کفار کی شہادت سے بھی ثابت ہیں جن کوعلماء نے مستقل تصانیف میں ذکر کیا ہے یہ مختصر رسالہ ان کے بیان کی گنجائش نہیں رکھتا۔[سیرۃ المصطفیٰ]

حلیہ مبارک

سوال: آپ کا حلیہ مبارک بیان کیجئے؟

جواب: آپ بہت طویل القامت تھے، نہ پستہ قد یعنی جسے ٹھگنا کہتے ہیں، مگر آپ دوسرے آدمیوں کے مجمع میں سب سے بالا معلوم ہوتے تھے، رنگ گندمی پر ملاحت سرخی مائل تھا۔

سر مبارک: بڑا تھا، داڑھی خوب گھنی تھی، بدن مبارک گٹھا ہوا خوبصورت، سجاوٹ کے ساتھ بھرا ہوا چہرہ انور نہایت خوبصورت اور نورانی تھا، جس نے بھی آپ کا چہرہ دیکھا اس نے چودھویں رات کے چاند کی طرح منور بیان کیا ہے، پیشانی کشادہ اور روشن تھی، بال سیاہ قدرے پیچیدہ تھے، آنکھیں گول بڑی، پررونق اور سرمگیں تھیں۔ سر کے بال سیدھے اکثر کان کی لو تک، اور کبھی کندھوں تک، اور کبھی کان کی لو سے بھی اوپر رہتے تھے، بھویں نہایت پیوستہ دراز اور باریک تھیں، ایک باریک سی رگ درمیان میں حائل تھی، جو غصہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی۔

رخسار: نرم ہموار ہلکے تھے، گوشت لٹکے ہوئے نہیں تھے، **ناک:** بلندی مائل مگر زیادہ اونچی نہ تھی کہ بدنما معلوم ہوئے۔ **دندان مبارک:** باریک سفید اور چمکدار تھے، **دہن مبارک:** مناسب طور پر کشادہ پاکیزگی اور فصاحت کا دیباچہ تھا۔ **سینہ مبارک:** چوڑا اور ابھرا ہوا۔ **شکم مبارک:** سینہ کی برابر نہ آگے بڑھا ہوا۔ **شانے:** (کندھے) بھاری پر گوشت اور ایک دوسرے سے فاصلہ پر تھے۔ **کلائی:** دراز اور چوڑی تھی۔ **پائے مبارک:** پر گوشت، **انگلیاں:** تناسب کے ساتھ لانبی تھی، **تلوے:** قدرے گہرے تھے، اور **قدم:** ہموار تھے، اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں

تھیں۔ **پسینہ اور لعاب:** کی خوشبو مشک اور عنبر کی مہک کو بھی مات کرتی تھی۔ **رفتار مبارک:** تیز ہوتی جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ الغرض آپ کا جسم اطہر اور چہرہ انور تمام ظاہری اور باطنی محاسن سے مزین تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ صورت و سیرت میں سب سے زیادہ حضرت ابراہیم کے مشابہ تھے۔[1]

مہر نبوت

سوال: آپ کے بدن میں مہر نبوت کہاں تھی؟

جواب: مہر نبوت آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دائیں مونڈھے کے قریب تھی۔

سوال: مہر نبوت کی شکل کیسی تھی، اور کتنی بڑی تھی بیان کیجئے؟

جواب: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی مہر نبوت کو دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی، اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔

سوال: اس مہر نبوت پر کچھ لکھا ہوا تھا یا نہیں؟

جواب: بعض روایات میں ہے کہ اس مہر نبوت پر "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر "سِر فانت المنصور" لکھا ہوا تھا، ترجمہ تم جہاں چاہے جاؤ تمہاری مدد کی جائے گی۔ [خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

لباس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: آپ کی پوشاک (لباس) کیسی ہوتی تھی؟

جواب: آپ کا لباس نہایت سادہ اور معمولی ہوتا تھا، فقیرانہ اور درویشانہ زندگی تھی، آپ کا عام لباس تہبند، چادر، کرتہ جبہ اور کمبل تھا جس میں پیوند لگا ہوا ہوتا تھ۔

(۱) سیرت المصطفیٰ صد:۲، ص:۴۸

آپ کو سبز لباس پسند تھا آپ کی پوشاک عموماً سفید ہوتی تھی۔

چادر: یمنی چادر جس پر سبز اور سرخ خطوط ہوں، آپ کو بہت مرغوب تھی، جو بریمانی کے نام سے مشہور تھی خالص سرخ سے منع فرماتے۔

ٹوپی: سر سے چپٹی ہوئی ہوتی تھی، اونچی ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی، ابو کبشہ غاری سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئی ہوتی تھیں اونچی نہیں ہوتی تھیں۔

عمامہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی کا التزام رکھتے تھے، فرماتے کہ ہم میں اور مشرکین میں فرق یہ ہے کہ ہم عمامہ ٹوپیوں پر باندھتے ہیں۔[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا لیتے اور کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب ڈال لیتے اور کبھی تحت الحنک (ٹھوڑی کے نیچے لپیٹ لیتے)۔

پاجامہ: حدیث میں ہے کہ آپ نے منی کے بازار میں پاجامہ بکتا ہوا دیکھا دیکھ کر اسے پسند فرمایا اور فرمایا کہ اس میں ستر زیادہ ہے اور خرید لیا لیکن استعمال کرنا ثابت نہیں۔

قمیص: پیراہن آپ کو بہت محبوب تھا، سینہ پر اس کا گریبان تھا، کبھی کبھی اس کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہوتی تھیں۔

لنگی: آپ کے تمام کپڑے ٹخنوں سے اوپر رہتے تھے بالخصوص آپ کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہتا تھا۔

موزے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزے بھی استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔

نعلین مبارکین: چپل کے طرز کے ہوتے تھے کہ جس میں نیچے صرف ایک تلا ہوتا تھا اور اوپر دو تسمے لگے ہوتے تھے جن میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔

گدا: آپ کا گدا چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی، اور بسا اوقات

(۱) "فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس" (ترمذی جلد ۱، ص ۳۰۸)

حضور پرنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر سویا کرتے تھے، حصیر (بوریا) آپ کا بستر تھا۔

انگوٹھی: دست مبارک میں چاندی کی انگوٹھی بھی استعمال فرماتے تھے، جب سلاطین دنیا کو دعوت اسلام کے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جن میں تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

عموماً داہنے ہاتھ میں ڈال لیتے تھے اور کبھی بائیں ہاتھ میں بھی، اس کا نگ اندر کی جانب ہتھیلی کی طرف رہتا تھا۔

خرقہ (گدڑی): آپ کے پاس ایک صوف کا ایک کالا کمبل تھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے جس کو خرقہ (گدڑی) کہتے ہیں۔

نوٹ: صوف کا کالا کمبل جس میں پیوند لگے ہوئے ہوں یہ انبیاء کرام کی سنت ہے جو اولیاء اللہ اور درویشوں کو وراثت میں ملا ہے، صوفی کو صوفی اس لئے ہی کہا جاتا ہے کہ وہ صوف کا کمبل انبیاء کرام کی سنت پر عمل کرنے کے لئے پہنتا ہے، اور دنیا کو تین طلاق مغلظہ بائنہ دے کر بے فکر ہوجاتا ہے۔[1]

سوال: آپ کے تہبند چادر اور عمامہ کی لمبائی و چوڑائی کتنی ہوتی تھی؟

جواب: چادر چھ ہاتھ لانبی، تین ہاتھ چوڑی، تہبند، چار ہاتھ ایک بالشت لانبا، اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑا، عمامہ سات ہاتھ لانبا۔[2]

آپ کے خادمین

سوال: آپ کے خاص خاص خادم کون تھے؟

جواب: (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ

(۱) سیرۃ المصطفیٰ جلد: ۲، ص: ۴۹۸-۴۹۰

(۲) تاریخ الاسلام ج ۳، ص: ۲۴۔

(۶) حضرت سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہ (۷) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت ایمن بن عبید (۹) معیقب بن ابی فاطمہ الدوسی رضی اللہ عنہما

سوال: ان خادمین سے کس کے ذمے کیا خدمت سپرد تھی؟

جواب:

حضرت انس بن مالکؓ	حضور کی گھریلو ضروریات کو پورا کرتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	حضور کے نعلین و مسواک کے محافظ تھے۔
حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ	سفر میں حضور کے خچر کی نگہبانی کرتے تھے۔
حضرت اسلع بن شریکؓ	حضور کا اونٹ چراتے تھے۔
حضرت بلال بن رباحؓ	اذان، وفود کے اخراجات کے سامان کی حفاظت اور نفقات مقررہ کی تقسیم ان کے متعلق تھی۔
حضرت معیقب بن ابی فاطمہؓ	آپ کی انگوٹھی جس میں مہر نبوت تھی اس کی نگرانی کرتے تھے۔[۱]

آپ کے مؤذنین

سوال: آپ کے مؤذن کتنے تھے اور ان کے نام کیا ہیں بیان کیجئے؟

جواب: آپ کے چار مؤذن تھے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمرو بن ام مکتوم قرشی رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت سعد رضی اللہ عنہ[۳]

سوال: آپ نے ان میں سے کس کو کہاں کا مؤذن مقرر کیا تھا؟

جواب: حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت عمرو بن ام مکتومؓ کو مسجد نبوی میں اور حضرت ابومحذورہؓ کو مسجد حرام میں اور حضرت سعد قرظیؓ کو مسجد قبا میں۔[۴]

☆☆☆

(۱-۲) اصح السیر ص: ۵۶۲ (۳) اصح السیر ص: ۵۶۲

(۴) سیرت رسول کریم ص: ۲۰۸

محررین

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین وغیرہ وقتاً فوقتاً کون کون لکھا کرتے تھے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عبداللہ بن ارقمؓ حضرت ابی ابن کعبؓ حضرت ثابت قیس بن شماسؓ حضرت خالد بن سعیدؓ حضرت حنظلہ بن ربیعؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت معاویہؓ حضرت شرجیل بن حسنہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین [1]

آپ کے جانور، ہتھیار خانگی سامان آپ کے جانور

گھوڑے: آپ کے پاس سات گھوڑے تھے۔

(۱) سَکْبُ، (۲) لَحِیفُ، (۳) شَحَاءِ، (۴) لِزَازُ، (۵) مُرتَجِز، (۶) اَلْوَرْدُ (۷) ظَرِفُ۔ [2]

سَکْبُ: بمعنی کثیر الجری، تیزی کیوجہ سے یہ نام تھا۔

لَحِیفُ: فعیل کے وزن پر لانبی اور موٹی دم کی وجہ سے یہ نام تھا۔

شواءُ: لانبے لانبے قدم رکھنے کیوجہ سے یہ نام تھا۔

لزازُ: کثرت تلذذ کی وجہ یہ نام ہوا۔

مرتجزُ: اچھی آواز کی وجہ سے یہ نام ہوا۔

الورد: رنگ کی وجہ سے یہ نام ہوا۔

ظرفُ: چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں۔ قوت کی وجہ سے یہ نام ہوا۔

بغال یعنی خچر: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ خچر تھے؟

(۱) دُلدل جو مقوقس نے بھیجا تھا۔ (۲) فضہ فروۃ الجزامی نے بھیجا تھا۔ (۳) ایلیہ مقام ایلہ کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ (۴) ایک خچر صاحب دومۃ الجندل نے بھیجا تھا۔ (۵) ایک خچر نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا۔

حمیر یعنی گدھے: آپ کے پاس تین گدھے تھے۔

---

(۱) سرور المحزون وتاریخ الاسلام جلد:۳، ص:۳۶ (۲) اصح السیر ص:۵۵۱

(اُ)عفیر امقوقس نے ہدیہ بھیجا تھا۔(۲)ایک فروۃ الجذامی نے بھیجا تھا۔(۳) حضرت سعد بن عبادۃ نے ہدیۃً پیش کیا تھا۔

اونٹ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین اونٹ تھے۔

(۱) القصواء یہ وہی اونٹ ہے جس پر حضور نے ہجرت کی تھی (۲) العفیاءَ (۳) الجدعاء بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی کا نام ہے، بعض اس کے علاوہ اور بھی بتاتے ہیں۔

بکریاں: حضور کی ملک میں ایک سو بکریاں تھیں جس میں گا بھن اور بچے بھی شامل ہیں سو سے زیادہ ہوتیں تو اس کو ذبح کر دیتے اور پوری ایک سو رکھتے تھے۔

اسلحہ وغیرہ

تلواریں: تلوار آپ کے پاس نو تھیں۔

(۱) ماثور، یہ آپ کی اس تلوار کا نام ہے جو آپ کے والد سے ورثہ میں ملی تھی۔

(۲) العَضَبُ (۳) ذوالفقار (٤) قلعی (٥) الخنف (٦) الرّسُوب (٧) المِخُدَم

(٨) الغصَبُ (٩) البتّار باء کے فتحہ کے ساتھ اور تاء کی تشدید کے ساتھ

زرہیں: زرہیں آپ کے پاس سات تھیں۔

(۱) ذاتُ الفَضُول (٢) الوِشَاحُ (٣) ذات الحواشی (٤) السُّعُدِیَه [1]

(٥) فِضّه (٦) البَتُر (٧) الخَرُنَق.

کمانیں: آپ کے کمانیں چھ تھیں۔

(۱) الزَورَاء (٢) الروحَاء (٣) الصَفراء (٤) البیضاء (٥) الکُتُوم (٦) الشداد

ڈھال: حضور کے پاس دو ڈھال تھی۔

(۱) الزَّلُوق (۲) الفتَق. ایک ڈھال اور تھی جس پر تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو تصویر مٹ گئی۔

نیزے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نیزے دو تھے: (۱) اَلمثوی (۲) المنثنی

---

(۱) یہ زرہ آپ کو یہودیوں سے ملی تھی اور اس کے متعلق یہ خبر تھی کہ یہ حضرت داؤد کی زرہ ہے۔ واللہ اعلم

لاٹھیاں: تین تھیں، (۱) النّبعہ (۲) البیضاء (۳) العزہ اس کو حضور اکثر ساتھ رکھتے تھے چھوٹے نیزہ کی طرح تھی کبھی اس کو گاڑ کر سترہ بناتے تھے۔

خود: دو (۱) المُوشَحُ (۲) ذو المَسْبُوغ

جبات: حضور کے پاس تین جبات تھے جس کو حرب (لڑائی) کے وقت پہنتے تھے۔

جھنڈا: ایک سیاہ رنگ کا بڑا علم تھا، جس کا نام العقاب تھا۔

جھنڈیاں: آپ کے پاس کئی جھنڈیاں تھیں جن کا رنگ سفید تھا۔

خیمہ: ایک تھا۔

پیالے: پیالے کئی تھے، الریّان، مغنیا ایک اور پیالہ تھا جس میں سفید کام تھا، ایک پیالہ شیشہ کا تھا، ایک پیالہ عیدان کا تھا۔

ڈول: چمڑا کا ایک پرانا ڈول تھا جس کا نام الصادر تھا۔

تور[1]: پتھر کا ایک بڑا اتغار تھا۔ **مخضب:** ایک پرانی مشک تھی۔

قَعب[2]: ایک بڑا سا قعب تھا جس کا نام السّعہ تھا۔

تھیلہ: آپ اس میں آئینہ قینچی اور مسواک رکھتے تھے۔

کنگھی: ایک تھی جو غالباً ہاتھی دانت کی تھی۔

سرمہ دانی: سرمہ دانی ایک تھی سوتے وقت آپ سرمہ لگایا کرتے تھے۔

تمت بالخیر

---

(۱) بمعنی چھوٹا برتن

(۲) : ا پیالہ